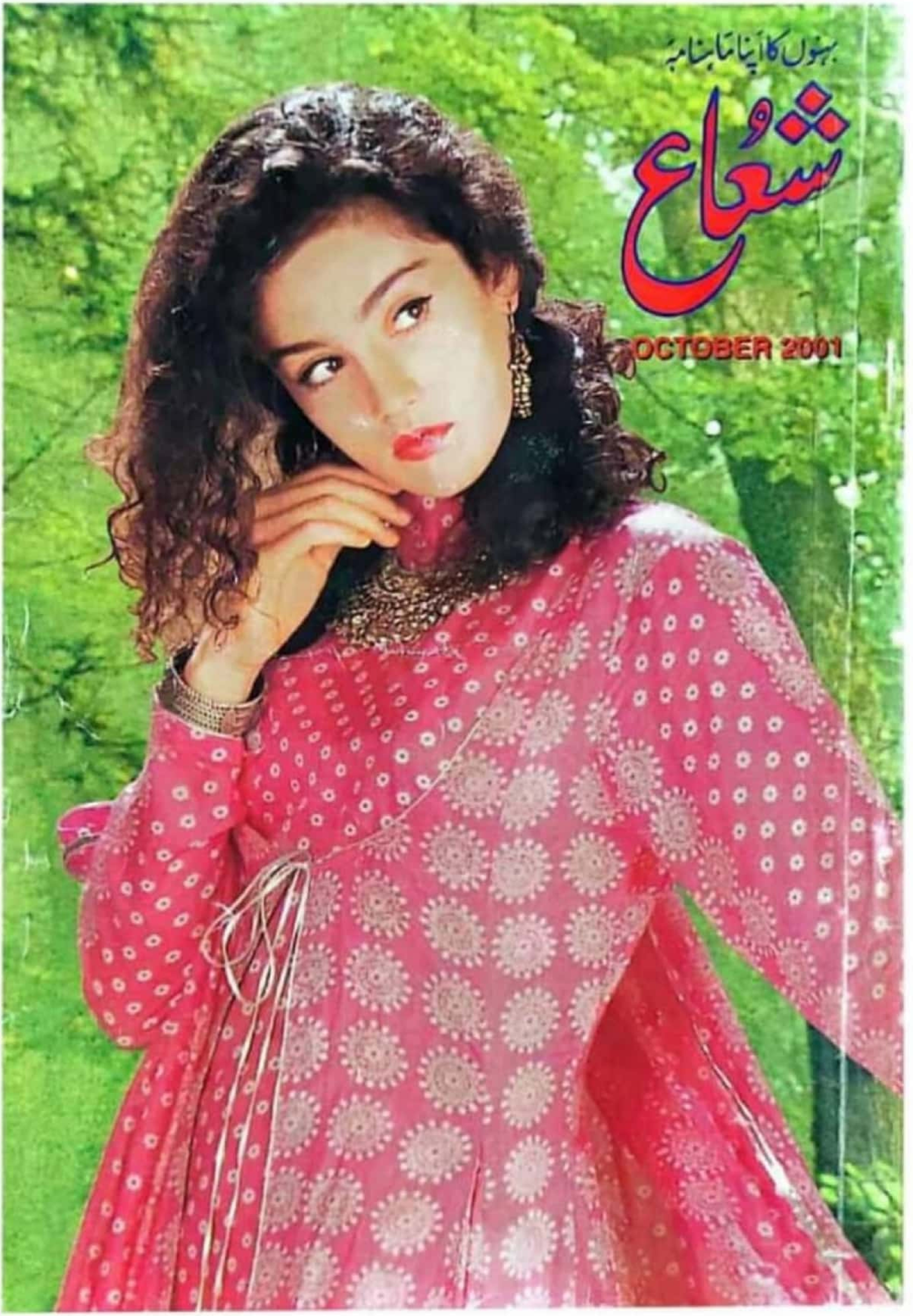
بہنوں کا اپنا ماہنامہ
شعاع
OCTOBER 2001

نیر خان

میں محبت اور تم

digest Novels Lovers group ❤❤

مکمل ناول

"کہاں کی تیاریاں ہیں شعلہ بی؟" جاذب نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"تم سے مطلب۔" اس کے چہرے کا زاویہ اس کی آواز سنتے ہی بگڑ گیا تھا۔

"بھئی میں ایک رحم دل انسان ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ چھوٹے بچوں کی نیندیں حرام ہوں۔" اس کے لہجے میں سارے جہاں کی فکر تھی۔

"کیا مطلب؟" وہ الجھ گئی۔

"یار، تم مطلبی تو نہیں ہر بات میں مطلب۔"

"تو سیدھی بات کرو نا۔" وہ جھنجھلا کر بولی۔

"بھئی جہاں تمہارا نزول ہو گا، وہاں تمہارے اس "حسین" چہرے کو دیکھ کر بچے کئی راتیں نہ سو سکیں گے۔ مجھے جائے حادثہ پتا چل جائے تو وہاں جا کر اعلان کر دوں حضرات! کچھ دیر بعد یہاں زمینی بلا کا نزول ہونے والا ہے۔ مائیں اپنے بچوں کو چھپا لیں، کمزور دل حضرات شناختی کارڈ اوپری جیب میں رکھ لیں، تاکہ جلد از جلد طبی امداد دے کر گھر بھیجا جا سکے۔" جاذب نے اسے سلگانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔

"کیا بکواس کر رہے ہو، گھاس تو نہیں کھا گئے۔" وہ حسب عادت سلگ اٹھی۔

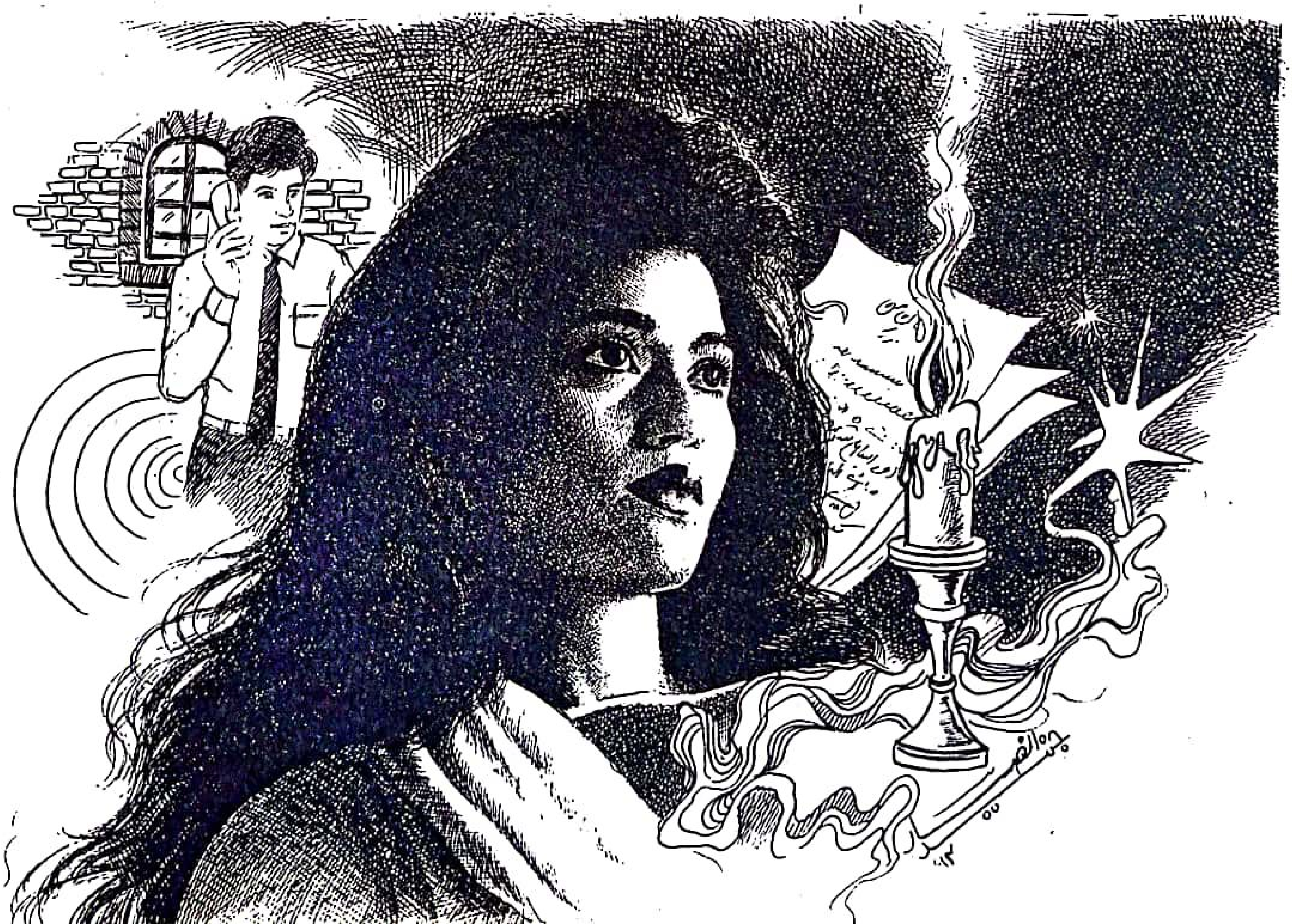

”جی نہیں۔ یہ نعمت تمہارے لیے ہی موزوں ہے۔“ اس نے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔

”جاذب! نکل جاؤ میرے کمرے سے ورنہ آج سر سلامت لے کر نہ جاسکو گے۔“ اس نے گلدان اٹھا کر دھمکی دی۔

”اے لڑکی! حدِ ادب ملحوظ رکھا جائے‘ مابدولت تین لحاظ سے تم سے بڑے ہیں۔“ اس نے کالر اکڑائے۔

”تین لحاظ سے...... کیا مطـ.....“ وہ کیا مطلب کہتے کہتے رک گئی۔ وہ بات ہی ایسی الجھی ہوئی کرتا کہ وہ بے ساختہ کیا مطلب کہہ اٹھتی۔

”بھئی وزن‘ قد‘ تعلیم‘ خوبصورتی کا تو میرا تم سے مقابلہ ہی نہیں۔“ اس کا انداز شاہانہ تھا۔

”ہونہہ ٹام کروز کہیں کے۔“ اس نے یوں منہ بنایا جیسے کڑوا بادام چبالیا ہو۔

”کہیں کے نہیں یہیں کے۔ میڈم! ہمارے حسن کی دھوم دور دور تک ہے۔“

”مجھے معلوم ہے یہ دور دور کا فاصلہ آئینے سے تمہارے چہرے کے درمیان ہے۔“ اس نے بدلہ اتارا۔

”تمہارا کوئی قصور نہیں شعلہ بی بی!۔“ اس نے افسردہ انداز میں سرہلایا۔

”کیا بک رہے ہو۔“ نائرہ نے گھورا۔

”تم خود کم نہیں ہو ڈرانے کے واسطے
اب جانے کیا دکھائے کا تمہارا گھورنا“

اوٹ پٹانگ شعر تو اس کی جیب میں رہتے تھے۔

”آتے کیوں ہو یہاں‘ کون سندیسے بھیجتا ہے کہ میرے کمرے میں آؤ۔“ وہ بھڑک اٹھی۔

”ہاں آنا تو نہیں چاہیے مگر کبھی کبھی منہ کا ذائقہ بدلنے کے لیے تم جیسی صورتیں بھی دیکھ لینی چاہئیں۔ ہارر مووی کا سا لطف آجاتا ہے۔“

وہ کہتے ہی باہر نکل گیا۔ پیچھے کشن اسے سی آف کرنے آئے تھے۔ وہ مسکراتا ہوا کشور جہاں کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اسد اسے کسی بگولے کی مانند نکلتا ہوا محسوس ہوا۔

”یار اسد! بات سنو!“ وہ اس کے پیچھے لپکا۔

”یار پلیز! بعد میں کہنا۔ وہ نکل جائے گی پھر ملے گی نہیں۔“ اس کی رفتار بدستور وہی تھی۔ یہ سنتے ہی جاذب کے جسم میں گویا بجلی دوڑ گئی‘ دو چار چھلانگیں لگا کر لپک کر اسے پکڑ لیا۔

”اچھا جی۔ ہم سے پردہ داری! بتاؤ کون ہے وہ حسینہ جس کے لیے تم الیف سکسٹین۔ کا ریکارڈ توڑنے پر تُلے ہو۔“

”پلیز یار چھوڑو! تم نہ جانے کیا سمجھ رہے ہو۔ میں بس کی بات کررہا ہوں‘ کالج جانا ہے نکل گئی تو نہیں ملے گی۔ گاڑی خراب ہے۔“ اسد نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ جاذب نے اسے یوں چھوڑا کہ جیسے اسد نے کرنٹ مارنا شروع کردیا ہو۔

”ہونہہ! کھودا پہاڑ نکلا چوہا‘ وہ بھی تم جیسا۔“

اس کے ارمانوں پر اوس پڑ گئی۔ وہ اسد کو چھوڑ کر آگے بڑھا پھر نہ جانے کیا سوچ کر نائرہ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

”سنو نائرہ!“

”کیا ہے؟“ وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

”بات دراصل یہ ہے کہ......“ وہ نائرہ کے کمرے کے دروازے پر کھڑا ہوا۔

”تمہیں محنت کرتے دیکھ کر دل تو دکھتا ہے‘ مگر کیا کریں‘ یہ حقیقت ہے۔ تم کتنی ہی کریمیں لگا لو۔ شبِ دیجور کو چمکیلی صبح میں تبدیل نہ کرسکو گی۔“ وہ اس کے کھلتے سانولے رنگ پر چوٹ کرتے ہوئے بولا۔

”اوہ یو شٹ اپ۔“ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے شوٹ کردے مگر وہ تو بات کہہ کر چھلاوے کی طرح غائب تھا۔

”جاذب کے بچے! جان سے ماردوں گی تمہیں۔“ وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔

کتنے خوشگوار موڈ میں تیار ہو رہی تھی۔ کالج میں فنکشن تھا۔ سادے سے سوٹ میں نفاست سے میک اپ کیے' وہ بہت اچھی لگ رہی تھی' مگر بھلا ہو جاذب کا۔ اس نے سارا موڈ خراب کر دیا تھا۔

"نائرہ! اٹھو ہری اپ۔ مجھے پہلے ہی دیر ہو رہی ہے۔" حمان بھائی اندر داخل ہوئے۔

"بھائی! میں نہیں جا رہی۔" وہ بولی۔

"ارے کیا ہوا؟ تیار تو ہو' کل سے تو میرا دماغ کھا رکھا تھا۔ اب انکار کر رہی ہو۔" وہ اس کے قریب بیٹھ گئے۔

"نخرے دکھا رہی ہیں محترمہ۔" جاذب پھر نمودار ہوا۔

"بھائی! اس کو سمجھالیں۔ جی چاہتا ہے قتل کر دوں مگر..." وہ دانت پیس کر بولی۔

"ہاں ہاں کہہ دو مگر پھانسی سے ڈر لگتا ہے۔ میڈم نائرہ! مابدولت کی جان اتنی ارزاں نہیں جو تم جیسی لڑکی اس کو ختم کر دے۔ تم جو چھپکلی دیکھ لو تو اپنے قد سے زیادہ اونچا اچھلتی ہو۔ مکھی ماری نہیں جاتی' چوہا آجائے تو میز پر چڑھ جاتی ہو۔ کاکروچ سے تمہاری جان جاتی ہے۔ مجھے یعنی جاذب حسن کو مارو گی۔ ہاہاہا۔"

وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا' حمان بھائی بھی اپنی بے ساختہ آنے والی مسکراہٹ کو نہ روک سکے۔ وہ بری طرح کھسیا گئی۔

"تم کہاں کے ٹارزن ہو۔؟"

"ٹارزن سے کم بھی نہیں۔" وہ اترایا۔

"ہاں مگر جنگلی پن میں۔" اس نے بدلہ لیا۔

"ارے ارے' یہ تم لوگوں نے کیا داستان امیر حمزہ شروع کر دی۔ مجھے دیر ہو رہی ہے۔ بچوں کی طرح لڑتے رہتے ہو' چلو اٹھو نائرہ!" انہوں نے زبردستی کھڑا کیا۔ وہ منہ بسورتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"خس کم جہاں پاک۔" جاذب نے ہاتھ جھاڑے۔ نائرہ نے پلٹ کر اسے گھورا اور منہ پر ہاتھ پھیر کر بدلہ لینے کی خاموش دھمکی دی۔ جاذب اس کی اس حرکت پر مسکرا دیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

حسن ولا وسیع و عریض رقبے پر بنی خوبصورت سی کوٹھی تھی' جو رضا صاحب نے بہت پیار سے بنوائی تھی کہ سب بچے مل جل کر رہیں' ان کی چار اولادیں تھیں' سب سے بڑے حسن رضا' اس کے بعد احمد رضا اور علینہ تھیں۔ بہن بھائیوں میں ایسی محبت تھی کہ دیکھنے والے رشک کرتے۔ بیلا بیاہ کر لندن چلی گئیں۔ حسن رضا نے شادی اپنی پسند سے کی' ان کا انتخاب برا نہ تھا' عالیہ بیگم بے حد سگھڑ اور نیک طبیعت تھیں' احمد رضا کی شادی رشتہ داروں میں ہی ہوئی تھی' وہ بھی بہت ملنسار تھیں۔

حسن رضا کے چار بچے تھے' سب سے بڑا عازب اس کے بعد جاذب' بابر اور شعاع' احمد رضا کے تین بچے تھے۔ حمان' اسد اور نائرہ۔ علینہ کے تین بچے تھے۔ شاہم' گلاب اور اشمان جبکہ بیلا کے دو بچے تھے ماہم اور حماد۔

سب کے پورشن الگ الگ تھے' مگر لان اور مین گیٹ ایک ہی تھا۔ کوٹھی میں ہر لحہ کوئی نہ کوئی ہنگامہ ہی رہتا۔ ہر پل قہقہے بکھرتے رہتے۔ نائرہ کو کوکنگ کا بے حد شوق تھا۔ وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ کرتی رہتی۔ جاذب کی اس سے ذرا نہ بنتی تھی۔ کچھ لوگ پڑھ رہے تھے' کچھ پڑھ چکے تھے۔ فکر معاش سے آزاد خوش مگن لوگ تھے غرض یہ کہ یہ فیملی ہر لحاظ سے خوشحال تھی۔ حسن رضا اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے نہ تھکتے تھے۔

♥ ♡ ♡ ♥

برسات کا موسم تھا۔ خوب بارشیں ہو رہی تھیں۔ سیاہ بادلوں نے گرج گرج کر آسمان کو سر پر اٹھا رکھا تھا۔ کالی گھٹائیں چاروں جانب سے اس شہر کو اپنے گھیرے میں لے چکی تھیں۔ ہوائیں پتوں سے مل کر جلترنگ بجا رہی تھیں۔ افق سے نچھاور ہوتے موتی ہوائیں فرش پر رہنے والوں میں فراخدلانہ انداز میں لٹا رہی

تھی۔ خوشبو، دھنک، ہوا، بادل سب آزاد تھے، درختوں کے پتے دھل کر نکھر گئے تھے۔ پھول موتیوں کو ان ہی پتوں پر سمیٹے فخر سے جھوم رہے تھے۔ سبزے پر نئی چادر سی بچھی تھی۔ سب حجر شجر خدا کی حمد وثنا کر رہے تھے۔ اس نے کھڑکی کے پٹ کھولے تیز ہوا کے ساتھ بارش کی بوندوں نے اسے بھگو دیا۔ اس نے اپنا ہاتھ رم جھم پھوار کے نیچے کر دیا۔ کچھ ساعت ایسے ہی کھڑی رہی۔ موسم کی مناسبت سے وہ پکوڑے بنانے کچن کی طرف چل دی۔ اتنے حسین موسم سے وہ پوری طرف لطف اندوز ہونا چاہتی تھی۔ پکوڑے بنا کر کیتلی میں چائے کا پانی رکھ کر وہ جیسے ہی گھومی۔ "پٹ" ایک چھپکلی نہ جانے کہاں سے آ کر گری۔ چھپکلی سے اس کی جان جاتی تھی۔ اس نے فلک شگاف چیخ ماری اور باہر کی طرف بھاگی، وہ اندر آتی گلاب سے بری طرح ٹکرا گئی۔

"کیا ہوا؟" گلاب نے اس کا خوف زدہ چہرہ دیکھ کر پریشانی سے پوچھا۔

"وہ۔ وہ چھ۔۔۔ چھپکلی۔" مارے خوف کے اس کے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔

"ارے بابا مر کیوں رہی ہو؟ میں دیکھتی ہوں کہاں ہے چھپکلی۔" گلاب عام لڑکیوں کے مقابلے میں کافی نڈر تھی، وہ ان چیزوں سے نہیں ڈرتی تھی۔

"کچن میں، پلیز وہاں مت جانا۔" وہ التجا آمیز لہجے میں بولی۔

"ارے پاگل! میں تمہاری طرح ڈرپوک تھوڑی ہوں۔ چلو آؤ۔" وہ اسے زبردستی گھسیٹتی ہوئی لے گئی، مگر وہ دروازے پر رک گئی گلاب اندر داخل ہو گئی۔

"کہاں ہے بھئی؟" گلاب نے پورا کچن چھان مارا۔ اچانک اسے چھپکلی نظر آ گئی۔

"وہ رہی۔" گلاب نے نعرہ لگایا۔ نائرہ دروازے سے دور ہٹ گئی۔

"ارے۔" اس کی ہنسی نکل گئی۔

"ہیں، تمہیں کیا ہوا؟" نائرہ اسے ہنستے دیکھ کر پریشان ہو گئی۔ کہیں چھپکلی کا پوائزن تو دماغ پر نہیں چڑھ گیا۔ الٹے سیدھے خیالات تو اس کے زرخیز دماغ میں آتے ہی رہتے تھے۔

"یہ دیکھو بے وقوف۔" گلاب نے چھپکلی کو دم سے پکڑ کر اس کے سامنے لہرایا۔

"ربر کی چھپکلی۔ اف!" وہ بری طرح کھسیا گئی۔

"بے وقوف! نعرہ لگانے سے پہلے دیکھ تو لیتیں۔" وہ پھر ہنسنے لگی۔ "بکومت اور منہ بند کرو، مکھیوں کی بارات اتر جائے گی حلق میں۔" نائرہ نے جل کر دوپٹہ اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔

"ارے پکوڑے کہاں ہیں؟" اسے ایک دم خیال آیا۔

"کیا تم نے پکوڑے بنائے تھے؟" سدا کی ندیدی گلاب۔ جھٹ منہ میں پانی بھر لائی۔

"ہاں مگر اب وہ ہیں کہاں؟"

"اوہ!" وہ ایک دم اچھلی۔

"کیا ہوا؟ بچھو نے ڈنک مار دیا کیا؟" گلاب پکوڑوں کی عدم موجودگی سے بد مزہ ہو گئی۔ نائرہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ذہن کے پردے پر ایک چہرہ جھلملایا۔

"اوہ! اب سمجھی۔ یہ سب کارستانی تمہاری ہے۔" وہ خیال آتے ہی تیر کی طرح باہر نکلی۔ باہر لاؤنج میں سب براجمان تھے۔ اس کے بنائے ہوئے پکوڑوں سے لطف لیا جا رہا تھا۔

"نائرہ پلیز! چائے تو پلاؤ۔" جاذب نے اسے دیکھ کر ہانک لگائی۔

"چائے نہیں میں تمہیں زہر پلاؤں گی۔" وہ دانت پیستی ہوئی اس کے سر پر جا کھڑی ہوئی۔ "شرم نہیں آتی تم لوگوں کو؟" وہ جاذب کے عین سر پر کھڑی ہو کر چیخی۔

"توبہ ہے کس قدر واہیات آواز ہے۔" جاذب نے منہ بنایا۔

"ویسے پکوڑے کھانے میں شرم صاحبہ کا کیا کام۔" جاذب نے چلی ساس کے ساتھ پکوڑے کو منہ میں بھرا۔

"محنت میری۔ ٹھونسو تم لوگ۔ کس نے اڑائے

تھے کن سے؟“ اس کا انداز بڑا جارحانہ تھا۔
”میں نے۔“ جاذب نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔
”مجھے بھی یہی امید تھی۔“ اس کا اطمینان بھرا لہجہ اسے بری طرح تپا گیا۔
”ایک تو تمہارے بدذائقہ پکوڑوں کو شرفِ قبولیت بخشا اور ناراض ہو رہی ہو۔ سسرال میں ایسے بناؤ گی تو وہ جوتے پڑیں گے کہ گننے والا کوئی نہ ہوگا۔“
”بکواس بند کرو تمہیں میری فکر میں دبلے ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ سارا دن بکرے کی طرح چرتے رہتے ہو۔ کھاپی کر عیب نکالتے ہو۔ تم نے میرے پکوڑے کھا کر بہت برا کیا ہے۔ وہ بدلہ لوں گی کہ یاد کرو گے۔“ وہ آگ بگولہ ہو گئی۔
”چپ کرو پھولن دیوی کی سیکریٹری! تم بدلے کے خواب دیکھو خواب۔“ جاذب اسے صاف چڑا رہا تھا۔
”اور تم لوگ بھی لوٹ کے مال میں شریک ہو گئے؟“ اس نے کڑے تیوروں سے سب کو گھورا۔
”ثانیہ! ہمیں تو دعوت ملی تھی ہم شریک ہو گئے۔ ہمیں کیا پتا تھا کہ چوری کا مال ہے اور ویسے بھی تم ہمیں بھی کھلائیں ناں؟“ بوبی نے مسکین سی صورت بنا کر کہا۔
”ویسے یہ غلط بات ہے۔“ گلاب نے جو کافی دیر سے خاموش کھڑی تھی سب کو سرزنش کی۔
”اچھا چلو دل چھوٹا نہ کرو۔ تمہارے نصیب میں نہ تھا۔ دانے دانے پر کھانے والے کا نام لکھا ہوتا ہے۔ تم یہ کھالو۔“ جاذب نے ٹرے اس کے سامنے کی جس میں سوائے ایک پکوڑے کے کچھ نہ تھا۔
”اسے بھی خود ہی ٹھونس لو۔“ وہ سلگ اٹھی۔
”شکریہ۔“ جاذب نے فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً منہ میں رکھ لیا۔
”اللہ کرے۔ ایک بھی پکوڑا ہضم نہ ہو۔ تم ساری رات درد سے تڑپو۔“ وہ کوسنے لگی۔
”مظلوم عوام جب کچھ نہیں کرسکتے تو اسی طرح ری ایکٹ کرتے ہیں۔“

وہ قہقہہ مار کر ہنسا۔ وہ پیر پٹختی باہر آ گئی‘ سارے موڈ کا ستیاناس ہو گیا تھا۔
”جاذی کے بچے! خدا تم کو سمجھے ہر دفعہ رنگ میں بھنگ ڈال دیتے ہو۔“ وہ کمرے میں آکر ٹہلنے لگی۔ غصے و پریشانی میں وہ بے اختیار کمرے کی سمتیں اور فاصلے ناپا کرتی تھی۔ اب بھی یہی کیا۔
”میں بھی ایسا بدلہ لوں گی کہ یاد کرے گا ابوالہول کہیں کا۔“ وہ پلان ترتیب دینے لگی۔ ”اب مزہ آئے گا۔“ اس کی بادامی آنکھیں چمکنے لگی تھیں۔
امی چچی اماں سب لوگ شادی میں جا رہے تھے۔ وہ ٹیسٹ کا بہانہ کرکے رک گئی۔ سب لوگ جا چکے تھے اس نے فریج سے کھانا نکال کر چھپا دیا۔ جاذب باہر سے آیا۔ گھر میں کسی کو نہ پا کر حیران ہوا چوکیدار سے پوچھا تو پتا چلا سب شادی میں گئے ہوئے ہیں‘ وہ ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا۔ اسے سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ وہ کمرے میں گیا کپڑے نکال کر واش روم میں گھس گیا۔ باہر آکر کمرے سے نکلنا چاہا مگر یہ کیا۔ دروازہ تو

ادارہ خواتین ڈائجسٹ
کی طرف سے بہنوں کے لیے خوبصورت تحفہ
خواتین کا گھریلو انسائیکلوپیڈیا
شائع ہو گیا ہے‘
خوبصورت سرورق، آفسٹ چھپائی، مضبوط جلد،
قیمت 600/ روپے
پتا ذیل سے خریدیں‘
• مکتبہ عمران ڈائجسٹ، اردو بازار کراچی
• احمد نیوز ایجنسی، فریئر مارکیٹ کراچی
• سلطان نیوز ایجنسی، اخبار مارکیٹ لاہور
• اشرف بک ایجنسی راولپنڈی • مہران نیوز ایجنسی حیدرآباد
بذریعہ ڈاک منگوانے کا پتہ مکتبہ عمران ڈائجسٹ 37، اردو بازار کراچی

digest Novels Lovers group

بند تھا۔ وہ حیران رہ گیا۔
"دروازہ کس نے بند کیا ہے؟" اس نے زور زور سے دروازہ بجایا۔
"کیا بات ہے سوئیٹ کزن؟" نائرہ نے بڑے میٹھے انداز میں پوچھا۔
"نائرہ! دروازہ کھولو۔"
"لو جس نے بند کیا ہے۔ اسی سے کہہ رہے ہو۔ کھولو۔" وہ ہنس پڑی۔
"تم نے بند کیا ہے مگر کیوں؟" وہ حیران رہ گیا۔
"تم سے بدلہ جو لینا ہے۔ فکر مت کرنا چابی میرے پاس ہے۔" وہ گرل لگی کھڑکی کی طرف آ کر بولی۔
"یہ کیا حرکت ہے؟ تم نے مجھے کیوں بند کیا ہے؟"
"بہت جلد بھول گئے میرے معصوم کزن!" وہ طنزیہ ہنسی۔ "بہت بھوک لگ رہی ہے نا؟ مجھے بھی لگ رہی ہے مگر افسوس تم میرا ساتھ نہ دے سکو گے۔ آخر پکوڑوں کا بدلہ بھی تو لینا ہے۔ آج تم بھوکے رہو گے اور میں کھانا کھاؤں گی۔ شور مچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں تو علم ہی ہو گا۔ سب لوگ شادی میں گئے ہوئے ہیں۔" وہ فاتحانہ انداز میں بولی۔
"کیا؟" جاذب کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ "تم ایسا نہیں کر سکتیں۔" وہ چیخ کر بولا۔
"میں ایسا کر رہی ہوں۔" وہ کرسی لے آئی۔ چھوٹی سی ٹیبل پر لوازمات سج رہے تھے' کھانوں کی اشتہا انگیز خوشبو اس کے پیٹ کے چوہوں کے رقص میں شدت پیدا کر رہی تھی۔
"واؤ کتنا مزے کا پیزا ہے۔" اس نے چٹخارا لیا۔
"نائرہ! میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔" اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ نائرہ کو کھانے سمیت کھا جائے۔
"چچ چچ۔ بھوک لگ رہی ہے۔ صبر کرو ابھی مما آئیں گی۔ سیریلیک کھلائیں گی۔" وہ صاف مذاق اڑا رہی تھی۔
"دفع ہو جاؤ۔ میں کھانا کھائے بغیر مر نہیں جاؤں گا۔" وہ یہی کہہ سکا' حالانکہ دل پر چھریاں چل رہی تھیں۔
"انگور کھٹے ہیں جاذب حسن۔" اس نے پھر چڑایا۔
پلیٹ صاف کر کے مزے سے چٹخارے لیتے ہوئے اس نے دروازہ کھولا اور انگوٹھا چڑاتے ہوئے بھاگ گئی وہ صرف دیکھ کر رہ گیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

"جاذب بیٹا! کہیں جا رہے ہو؟" عالیہ بیگم نے اسے آواز دی۔
"نو ماما! بس یونہی مٹر گشت کا پروگرام ہے۔" وہ قریب آ گیا۔ فان کلر کی اسٹائلش ٹی شرٹ اور پینٹ میں وہ بے حد اسمارٹ لگ رہا تھا۔
"بیٹا! یہ حلیم صفیہ آنٹی کے گھر دے آؤ۔" انہوں نے شاپر پکڑایا۔
"اوکے۔" اس نے شاپر تھاما۔
"احتیاط سے جانا۔ اس مشینی گھوڑے پر بیٹھ کر تم لڑکے خود کو سپر مین سمجھنے لگتے ہو۔" انہوں نے ہدایت کی۔
"اوکے مام جیسے آپ کا حکم۔" وہ مسکراتا باہر نکل آیا۔ نائرہ سامنے سے آ رہی تھی۔
"دیکھو کالی بلی! تم میرا راستہ نہ کاٹا کرو۔ اب دوسرے گیٹ سے جانا پڑے گا۔ تمہاری شکل دیکھ کر تو ہر ٹھیک کام بھی غلط ہو جاتا ہے۔" اس نے برا سا منہ بنایا۔
"کیا میں کالی بلی! کالے بلے ہو گے تم خود بلکہ پاگل بلے۔" وہ کب کسی سے کم تھی۔
"اچھا ابھی میں جلدی میں ہوں' مگر آئندہ دھیان رکھنا۔ اپنا کالا چہرہ مجھے کم دکھایا کرو۔ سارا موڈ خراب ہو جاتا ہے۔" وہ سیدھا نکلتا چلا گیا۔
"ہونہہ۔" وہ بھی پیر پٹختی اندر بڑھ گئی۔
اس نے بائیک کو کسی گھوڑے کی طرح ایڑ لگائی اور ہوا ہو گیا۔ آنٹی کو ان کی سوغات تھما کر وہ گھر آ رہا تھا کہ سامنے سے آتی ایک بچی کو بچانے کے چکر میں وہ ایک بڑے میاں سے ٹکرا گیا۔
بڑے میاں سڑک پر پڑے واویلا کر رہے تھے۔ وہ

گھبرا گیا۔

"آپ زندہ ہیں۔ کیا بچ گئے۔" وہ گھبراہٹ میں کچھ کا کچھ کہہ گیا۔

"ہاں بھائی! اللہ کی مرضی یہی تھی۔ تم نے تو اپنی طرف سے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ ہائے ظالم سارا کا سارا توڑ پھوڑ دیا۔" وہ کراہنے لگے۔

"ارے استاد البیلے آپ۔" جاذب نے انہیں پہچان کر خوشی کا نعرہ لگایا اور جوش میں بے قابو ہوتے ہوئے استاد جی کی پسلیوں میں گھٹنا دے مارا۔

استاد جی کی ہائے وائے میں اضافہ ہو گیا۔ واویلے فلک شگاف ہو گئے۔ استاد البیلے بھی اپنے نام کے ایک ہی تھے خود کو بہت بڑا افسانہ نگار سمجھتے تھے۔ استاد جی کا قول تھا کہ بڑا افسانہ نگار وہ ہے۔ جس میں خاص انفرادیت ہو۔ استاد جی کی انفرادیت یہ تھی کہ ان کی تحریر افریقہ کے جنگلات سے شروع ہوتی' سفر کرتے کرتے ہمالیہ پہاڑ پر پہنچ جاتی' جہاں سے اسے چاند پر جانے سے کوئی روک نہیں سکتا تھا۔ اتنی الجھی اور گنجلک تحریر تھی کہ آج تک کوئی بھی ایڈیٹر اسے اپنے رسالے میں شائع کرنے کی ہمت نہ کر سکا تھا۔ البیلے صاحب کو بہت افسوس تھا کہ ان کی پاکستان میں کوئی قدر نہیں ہے۔ جاذب سے ان کی ملاقات حادثاتی ہی ہوئی تھی۔ وہ اسے اسی طرح سڑک پر واویلے کرتے ملے تھے۔ جاذب کو دیکھ کر ان کی باچھیں چر کر کانوں تک جا پہنچی۔

"میاں! اب ہمیں..... ہائے..... گھر تک چھوڑ آؤ ہائے۔" وہ کراہتے ہوئے بولے۔

"جی ضرور۔" اس نے سہارا دے کر اٹھانا چاہا۔ مگر توازن برقرار نہ رہنے کی صورت میں خود بھی سڑک پر چیت ہو گیا۔

دوسرے لوگوں نے دونوں کو اٹھایا۔ وہ استاد جی کو لاد کر ان کے دولت کدے کی طرف روانہ ہوا۔ استاد جی اسے اس طرح کس کے پکڑے بیٹھے تھے۔ جیسے سرکاری ملازم تنخواہ کی رقم کو۔ پیٹ پر ان کے ہاتھ کا دباؤ مسلسل پڑ رہا تھا۔ جاذب کو لگتا تھا کہ آج اندر کا سارا نظام گڈمڈ ہو جائے گا۔ خوشبودار تیل جسے بدبودار کہنا زیادہ مناسب تھا گھٹیا قسم کا عطر' اوپر سے پسینے کی بو' جاذب کا دماغ پھٹا جا رہا تھا۔ اس سے برداشت نہ ہوا۔

"استاد جی! ایک بات تو بتایئے آپ مہینے میں کتنی بار نہاتے ہیں۔"

"ارے بیٹا!" استاد جی ہنسے۔ پان کی پیک اڑ اڑ کر جاذب کے کپڑوں کو رنگ دار کر گئی۔

"اف!" وہ اس نئی آفت پر جھنجلا گیا۔

"ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو نہایت مستقل مزاجی سے نہاتا ہوں۔" انہوں نے دانت نکالے۔

"آپ کو جانا کہاں ہے۔" وہ بری طرح تنگ آ گیا۔

"ارے بیٹا! بس تھوڑی دور اور ہے۔" انہوں نے اسے زور سے پکڑتے ہوئے کئی بار کا کہا جملہ پھر دہرایا کہ وہ بلبلا گیا۔ گندی ٹیڑھی میڑھی گلیاں' ننگ دھڑنگ بچے' جگہ جگہ کھڑا پانی' مچھروں کی بہتات۔ استاد جی نے ایک کھنڈر نما مکان (جس پر ٹاٹ کا پردہ پڑا تھا) کے آگے بائیک رکوائی۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔ آخر اتنے شیطان کی آنت جیسے لمبے سفر سے آزاد ہوا۔

"اچھا استاد جی! اب میں چلتا ہوں۔"

"ارے بیٹا! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایک کپ چائے تو پی جاؤ۔" استاد جی نے التجائیہ لہجے میں کہا۔

"جی بہت شکریہ' اب میں چلوں گا۔" وہ جانے کو مڑا۔

"چائے تو تمہیں پینی پڑے گی۔" اب کے استاد جی کا لہجہ کچھ اور تھا۔

"جی ضرور کیوں نہیں۔" وہ گڑبڑا کر بولا۔

"تو پھر اندر آؤ۔" وہ فاتحانہ انداز میں بولے' اتنے دنوں بعد شکار ہاتھ لگا تھا کیسے ہاتھ سے جانے دیتے۔ اپنا نیا افسانہ بھی تو سنانا تھا انہیں۔ کمرہ کیا تھا یوں لگتا تھا کہ جیسے کباڑ خانہ ہو' ایک طرف میلے کپڑوں کا ڈھیر دوسری طرف کتابوں کا مینار' عجیب سی بو پھیلی تھی۔ جاذب کا دل متلانے لگا۔ پلنگ پر چادر بچھی تھی یوں

لگتا تھا جب سے بجھی ہے غریب نے پانی کا منہ نہیں دیکھا' جا بجا پان کی پیک کے نشانات تھے۔ استاد جی چائے لے آئے۔

''لو میاں!'' پھر بولے ''سات روپے خرچ کر کے دودھ پتی لایا ہوں۔'' انہوں نے چھوٹے سے گلاس میں بھری چائے کو اس طرح پیش کیا جیسے آبِ حیات ہو۔

''موج اڑاؤ۔'' استاد جی نے احسان جتایا۔

''بہت بہت شکریہ۔'' اس نے اس طرح کہا جیسے اس چائے کا برسوں سے متلاشی ہو۔

''اب میں تمہیں اپنا تازہ افسانہ سناتا ہوں۔''

''جی!'' جاذب کے حلق میں کچھ پھنس سا گیا۔ اس کی نظریں گلاس میں تیرتی مکھی پر جمی تھیں۔ ذہن میں یہی سوچ تھی کہ کس طرح مکھی بمعہ استاد جی سے نجات حاصل کی جائے۔

''میں دیکھتا ہوں۔ کہاں گیا۔'' وہ ردّی کتابوں کے مینار کی طرف بڑھے۔ جاذب نے موقع غنیمت جان کر چائے پاس رکھے اسٹیل کے جگ میں انڈیل دی۔

''مل گیا' ہاں اب سنو۔'' وہ بوسیدہ کاغذوں کو سنبھالتے ہوئے بولے اور افسانہ شروع کیا۔ افسانہ کیا تھا چوں چوں کا مربہ تھا' نہ سر نہ پیر لگتا تھا۔ پنجابی فلم کو انگلش فلم میں ملا کر اردو کی شکل دے دی گئی ہو۔

''آج تک سنا تم نے ایسا افسانہ؟'' وہ افسانہ ختم کر کے فخر سے بولے۔

''جی نہیں' بالکل نہیں۔'' جاذب نے صدقِ دل سے کہا تھا۔ ''اب میں جاؤں استاد جی۔'' اس نے امید بھری نظروں سے دیکھا۔

''ہاں جاؤ۔'' شاید ان کے پاس ایک ہی افسانہ تھا' سو کھلے دل سے اجازت دے دی۔ وہ تیر کی طرح دروازے کی سمت لپکا۔ بائیک پر سارے محلے کے بچے چڑھے بیٹھے تھے' ایک بچہ ٹائر پنکچر کر کے اس میں سے نکلتی شوں شوں کی آواز سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ ایک دوسرا بچہ لائٹ پر تجربات کر رہا تھا۔ ایک اور بچی گدی پھاڑ کر اس میں نہ جانے کیا تلاش کر رہی تھی۔

''او نو!'' وہ تو جیسے بے ہوش ہونے لگا۔ ''ہٹو تم لوگ۔'' اس نے ایک بچے کو پکڑ کر اتارا۔ اور سب کو ڈانٹا۔

''آئے ہائے۔'' ایک بچے کی والدہ یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔ مامتا نے جوش مارا۔

''اے تجھے شرم نہ آئی داڑھی مونچھوں والا ہو کر میرے معصوم ٹلو کو مار رہا ہے۔'' خاتون نے اپنے کالک لگے ہاتھوں سے اس کا گریبان پکڑ لیا۔ ساری کالک اس کی امپورٹڈ شرٹ پر لگی۔

''اف گاڈ!'' وہ گھبرا گیا۔

''اے کیا ہوا جو ٹلو نے تیری پھٹ پھٹی کو ہاتھ لگا لیا۔ امیر ہو گا تو اپنے گھر کا۔ ہمیں کھانے کو دیتا ہے کیا۔'' خاتون حلق پھاڑ کر چلائی تھیں۔

''دیکھیں خاتون......!'' اس نے کہنا چاہا۔

''اوئی ماں! میں مر گئی۔ خاتون کہہ رہا ہے مجھے۔'' ان خاتون کو جیسے کرنٹ لگا۔

''ارے ٹلو کے ابا! او ٹلو کے ابا! جی سنتے ہو۔ تمہیں تو خبر ہی نہ ہو کوئی ہمیں مار کر ہی چلا جائے۔'' اب کے خاتون دروازے کی سمت منہ کر کے چیخی تھیں۔

''ہماری ایسی قسمت کہاں؟'' من من کرتی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ ایک تنک منک حضرت دھوتی سنبھالے بر آمد ہوئے۔ ''کیوں میاں! کیا کہہ رہے ہو ہماری بیوی کو۔ دیکھنے میں تو ٹھیک ٹھاک ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔ تمہارے گھر میں ماں بہن نہیں ہیں۔'' ان کی آواز بڑی سریلی تھی۔ بالکل خواتین کی طرح۔

''استاد جی!'' وہ گھبرا کر حلق پھاڑ کر چیخا۔

استاد جی ہڑبڑا کر باہر آئے ''کیا ہوا؟''

''استاد جی!'' اسی اثنا میں اوپر سے کچرے کی تھیلی آئی کسی نے شاید گلی کو ڈسٹ بن سمجھ کر پھینکا تھا۔ وہ جیسے رونے کو آ گیا۔ ایسی صورتِ حال سے تو کبھی اس کا سامنا نہیں ہوا تھا۔

''ارے مستانہ بھائی! کیا بات ہے کیا ہوا؟'' استاد جی نے کچرا جھاڑتے ہوئے پوچھا تھا۔ جواباً ''انہیں

سرچ مسالہ لگا کر تفصیل سنائی گئی۔
''معاف کردیں خاتون بھابھی! اپنا بچہ ہے۔'' استاد جی کا روئے سخن اب خاتون کی طرف تھا۔ جاذب کو آنِ واحد میں اس عورت کے کرنٹ لگنے اور حلق پھاڑ کر چیخنے کی وجہ سمجھ میں آگئی۔ استاجی نے معاملہ صاف کرایا تو اسے جانے کی اجازت ملی۔
ایک قریبی دوکان سے وہ پنکچر لگوا رہا تھا کہ قریب گزرتی گاڑی نے اسے گندے پانی سے نہلا دیا۔ وہ سر سے پیر تک کیچڑ کا بھوت بن گیا۔ اپنی شکل آئینے میں دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی۔ وہ سرکاری نل کی طرف بھاگا' مگر وائے ری قسمت نل سے صرف شوں شوں کی آوازیں آرہی تھی۔ وہ اس پر تحقیق کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا' ناچار اسی حالت میں گھر جانا پڑا چوکیدار نے اسے گیٹ پر ہی روک لیا۔
''اوئے کدھر جا تا پڑا ہے۔''
''احمق غور سے دیکھو۔'' وہ بھنّا گیا۔ چوکیدار بھونچکا رہ گیا۔ ''مافی دیو صاب! کوئی چھوکری موکری کا معاملہ ہے۔'' اس نے رازدارانہ انداز میں کہا۔
''ہٹو سامنے سے۔'' وہ ڈھارتا اندر داخل ہوا۔
''ماما بھوت!'' لان میں بیٹھی نائرہ چیخ پڑی۔
''تمہاری کمی تھی۔'' وہ دانت پیستا اس کی طرف بڑھا۔ ''کہا تھا ناں۔ میرے سامنے مت آیا کرو' سارے کام خراب ہو جاتے ہیں۔ دیکھ لو اس کا عملی ثبوت۔''
''جاذب تم؟۔'' وہ حیران رہ گئی تھی۔ وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا اور کپڑے نکال کر فوراً واش روم میں گھس گیا۔ کئی گھنٹوں کے بعد وہ نہایا دھویا خوشبوؤں میں بسا نکھرا ان کے سامنے تھا۔
''کیا حادثہ ہو گیا تمہارے ساتھ؟'' اشمان نے بھولپن سے پوچھا حالانکہ ساری تفصیل نائرہ بی بی پہلے ہی فراہم کر چکی تھیں۔
''کچھ نہیں یار! بڑے بڑے شہروں میں چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔'' اس نے لاپروائی سے ڈائیلاگ بولا۔

''بوبی! تم جھوٹ تو نہیں بولتے نا۔'' نائرہ مخاطب بوبی سے تھی مگر نگاہیں جاذب کا طواف کر رہی تھیں۔
''نہیں تو لیکن جب کسی لڑکی سے پٹ کر آتا ہوں تو بول لیتا ہوں۔'' وہ بھی اس کا اشارہ سمجھ گیا۔
''اچھا تو لواحقین کیا کرتے ہیں تمہارے ساتھ؟'' نائرہ پوری طرح مصروف عمل تھی۔
''بس کرنا کرانا کیا ہے' کبھی کچرا پھینک دیتے ہیں' کیچڑ سے نہلا دیتے ہیں اور حال ایسا بنا دیتے ہیں کہ لڑکیاں بھوت کہہ کر چلا اٹھتی ہیں۔''
''اپنے تجربے مت بیان کرو۔'' اس نے آنکھیں دکھائیں۔
''ویسے یار! حسبِ سابق تم پٹ کر لڑکیوں سے آئے ہو اور ڈانٹ بوبی کو رہے ہو۔ یار! زندگی میں تلخ واقعات ہوتے رہتے ہیں بھول جاؤ۔'' اشمان کی ہمدردی میں شرارت پنہاں تھی۔ ''خود تو بہت معصوم ہو۔ ابھی تمہارا سارا کچا چٹھا کھول دوں گا۔ تمہارا تو یہ حال ہے کہ ہر گلی سے گزرتے ہوئے سوچتے ہو۔
شاید یہ ہے وہی گلی
جہاں تھی مجھے مار پڑی۔''
وہ مسلسل سنگ باری سے چڑ سا گیا۔
''یہ کیا سیاسی لیڈروں کی طرح دوسروں پر کیچڑ اچھالنے لگے۔'' شاہم نے بھائی کی سائیڈ لی۔
''یہاں تو بیٹھنا فضول ہے۔'' وہ تپ کر اٹھ گیا۔ نائرہ فاتحانہ انداز میں اسے جاتا دیکھتی رہی۔

♥ ♡ ♡ ♥

وہ نڈھال سا داخل ہوا۔ ''کیا ہوا جاذب؟'' وہ گھبرا کر اس کی طرف بڑھی۔
''اف کیا بتاؤں تمہیں' میری گناہ گار آنکھوں نے کیا دیکھا۔'' وہ صوفے پر ڈھے گیا۔
''ہوا کیا؟'' اسے بے چینی لگی۔
''قیامت ہی قیامت ہوئی ہے' معصوم پھول سے بچے اف۔'' اس کا لہجہ رندھ سا گیا۔
''کیا ہوا بچوں کو؟'' سدا کی نرم دل نائرہ کا دل پگھل کر موم ہونے لگا۔

"کسی ظالم نے ان کی ماں کو زخمی کر دیا۔ سڑک کے کنارے بے یارو مددگار پڑی تھی۔ لوگ اتنے بے حس کہ اسے آتا جاتا دیکھتے رہے مگر کسی کو اتنی توفیق نہ ہوئی کہ بے چاری کی مدد کر دے۔"

"پھر!" وہ بے تاب ہو گئی۔

"پھر کیا؟ میں نے دیکھا بچے بے قرار سامان کے اردگرد گھوم رہے تھے' سچ لوگوں سے انسانیت تو ختم ہی ہو گئی ہے۔ تم پانی پلاؤ میرے حواس ٹھکانے نہیں آ رہے۔"

"میں لاتی ہوں۔" وہ فوراً" دوڑ گئی۔ جاذب کی آنکھوں میں شرارت تھی۔

وہ پانی لے آئی۔ "تم نے مدد کی ان کی؟"

"میں مدد کیا کرتا۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے ایک آدمی نے ان بچوں کی ماں کو اٹھایا۔ گاڑی میں ڈال کر لے گیا۔"

"اور بچے......"

"بچے وہیں رہ گئے۔"

"ہائے۔" نائرہ کے دل پر چوٹ سی پڑی۔ آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ "نہ جانے کون شقی القلب ہو گا ہمدرد ہوتا تو بچوں کو نہ لے جاتا۔ کتنے بچے تھے۔"

"دو تھے۔" اس کے لہجے میں جہاں بھر کا دکھ تھا۔

"میرے خیال میں تو ان کی ماں مر گئی تھی' زخمی بھی تو بہت تھی۔"

"اف میرے خدا۔" نائرہ کا دل جیسے مٹھی میں بھینچ لیا۔

"تم بچوں کو لے آتے' ہم ان کے لواحقین کا پتا چلا کر ان کے حوالے کر دیتے۔" نائرہ کا لہجہ رندھ گیا تھا۔

"میں نے بھی یہی سوچا' مگر جب پکڑنے کی کوشش کی تو بھاگ گئے' میرے ہاتھ تو ان کی دم بھی نہ آ سکی۔" وہ افسوس سے بولا۔

"میں دم؟ کیا مطلب...... کس کے بچوں کی بات کر رہے ہو۔" وہ رونا بھول گئی۔

"کتے کے بچوں کی۔ تم کس کے بچے سمجھیں۔" معصومیت تو گویا اس پر ختم تھی۔

"تو وہ حادثہ کتے کا ہوا تھا۔" اس نے جیسے تصدیق چاہی۔

"ہاں یہی تو بتا رہا تھا۔" وہ بھول پن سے بولا۔

"جاذب کے بچے! میرا خون خشک کر دیا۔ میں سمجھی کہ......"

"اب تم سمجھ دار ہی اتنی ہو تو اگلا بندہ کیا کرے۔"

"شرم نہیں آتی جھوٹ بولتے ہوئے۔" وہ الٹ پڑی۔

"یہ بھی ایک آرٹ ہے ڈیئر کزن۔" وہ ڈھٹائی سے ہنستا رہا۔

"اف جاذب' بے چارے بچے!" اس نے اس کے لہجے کی نقل اتاری۔

"مردم۔" وہ کشن اسے مار کر باہر نکل آئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"ہیلو شعلہ کیسی ہو؟" اس نے نائرہ کو بیٹھا دیکھ کر ہانک لگائی۔

"الحمد للہ۔" اس نے خوشگواری سے کہا۔ جاذب پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے' نائرہ اور اتنا نرم لہجہ وہ بے حد حیران تھا۔

"جب لڑتی ہے تو خفا ہوتے ہو' اگر آرام سے بات کرے تو بھی تمہیں چین نہیں۔" گلاب نے اس کے چہرے پر حیرت دیکھ کر کہا۔

"شعلہ! چائے تو پلاؤ۔" اس نے نائرہ کا خوشگوار موڈ دیکھ کر فرمائش کرنے میں دیر نہیں لگائی۔

"ابھی لاتی ہوں۔" وہ مسکرا کر اٹھ گئی۔

"قرب قیامت ہے۔" وہ سر پر ہاتھ پھیر کر بڑبڑایا۔ گلاب کی ہنسی نکل گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ گرم گرم پکوڑے لیے حاضر تھی۔

"چائے بمعہ پکوڑے' کیا اسرار ہے۔" وہ مسلسل نائرہ کی گرم نوازی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

"جاذب!" اس نے بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔

"فرمایئے۔" اس نے بھی اسی لہجے میں جواب دیا۔

"واہ کیا شہد بٹ رہا ہے۔" گلاب کے لہجے میں ستائش تھی۔

"مجھے نیلی کے گھر چھوڑ آؤ۔" اس نے گلاب کا جملہ نظر انداز کر دیا۔

"اچھا اب سمجھا' یہ فرمانبرداری اس چکر میں تھی۔" وہ سر ہلا کر بولا۔

"پلیز جاذب! میرے اچھے کزن۔"

"میں اور اچھا۔" اس نے حیرت سے آنکھیں نکالیں "ابھی کل ہی تو تم نے کہا تھا' زہر لگتے ہو مجھے۔" اس نے چڑایا۔

"پلیز جاذب! مجھے ضروری جانا ہے۔" جاذب نے دیکھا بلیک کلر کے کاٹن کے سوٹ پر بلیو کلر کی ایمبرائڈری والے سوٹ میں وہ گڑیا سی لگ رہی تھی۔

"بائیک پر چلو گی۔" وہ مان گیا۔

"بائیک پر۔" وہ کچھ سوچ میں پڑ گئی۔ "چلو ٹھیک ہے۔"

"سوچ لو یہ وہی پھٹ پھٹی ہے جس پر نظر ڈالنا تمہیں منظور نہیں۔" اس نے چڑایا۔

"کوئی بات نہیں۔ مجبوری میں سب جائز ہے۔" اس نے امن کا جھنڈا لہرایا۔

"مجبوری' کس نے تمہیں مجبور کیا ہے مت جاؤ۔" وہ پٹڑی بدل گیا۔

"جازی! میں تو مذاق کر رہی تھی۔ تمہاری پھٹ پھٹی بائیک مجھے بہت پسند ہے۔" الفاظ اس کے لہجے کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

وہ ہنس پڑا "چلو آؤ۔" وہ جلدی سے بیٹھ گئی۔

"جاذب لینے بھی آجانا ایک گھنٹے بعد۔" نائرہ نے کوشش کی کہ شاید مان جائے۔

"اوکے آجاؤں گا' مگر زیادہ دیر مت لگانا۔" خلاف توقع وہ مان گیا۔ نائرہ حیرت سے بے ہوش ہوتے ہوتے بچی تھی۔

"ہائے نائرہ تم!" انیلا اسے دیکھ کر بے اختیار چیخ پڑی۔

"جی جناب ہم۔" اسی کے انداز میں کہتی' شاہانہ انداز میں مسکرائی۔

"کیسی ہو تم؟ تین دن سے کالج کیوں نہیں آرہی تھیں۔ آئی کس کے ساتھ ہو؟ آنٹی کیسی ہیں۔" اس نے ایک سانس میں سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔

"اللہ کی بندی سانس تو لے لو۔" وہ بوکھلا کر بولی۔

"میں نے سوچا تم سے مل بھی لوں اور نوٹس بھی بنا لوں جو لیکچر مس ہو گئے ہیں۔" وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

انیلا نے فوراً" اٹھا دیا۔ "یہاں نہیں اندر کمرے میں چلو' میں آتی ہوں۔" وہ تیزی سے کہتی باہر نکل گئی۔

تھوڑی دیر بعد لدی پھندی ٹرالی لیے اس کے سامنے تھی۔ بقول ٹیپو کے "پڑھنے کا تو بہانہ ہے اصل کام تو کچن کے ہوتے ہیں۔"

بائیک کی آواز پر وہ چونکی اس نے گھڑی پر نگاہ دوڑائی۔ "اف میرے خدا اتنی جلدی سات بج گئے۔" اس نے فٹافٹ کتابیں سمیٹیں اور اسے خدا حافظ کہہ باہر نکل آئی۔

جاذب درخت کے تنے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ کریم شرٹ اور بلیو جینز میں اس کا دراز قد نمایاں ہو رہا تھا۔ شام کے ملگجے سے اندھیرے میں وہ اس پُر فسوں ماحول کا حصہ لگ رہا تھا۔

"تم تو پورے وقت پر آئے ہو۔" وہ اس کے قریب آکر بولی۔

"یہی تو ہماری کامیابی کا راز ہے۔" وہ بردباری سے بولا تھا۔ نائرہ بیٹھ گئی' کچھ دور تک تو وہ نارمل رفتار سے چلاتا رہا۔ اچانک نہ جانے کیا سوجھی رفتار تیز کر دی۔

"جاذب! آہستہ کرو۔" نائرہ بے اختیار کہہ اٹھی' اس نے آہستہ کرنے کے بجائے مزید رفتار بڑھا دی۔

"جاذب کیا کر رہے ہو۔" وہ روہانسی ہو گئی۔ تیز ہوا سے اس کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔ جاذب پر کوئی اثر نہ تھا۔

"دیکھو جاذب! اگر تم نے رفتار کم نہ کی تو میں کود جاؤں گی۔" اس نے دھمکی دی۔ جاذب نے ایک قدرے سنسان جگہ بالکل روک دی۔

"کودنے کی تکلیف مت کرو۔ میں خود اتار دیتا

ہوں۔ اترو۔"

اس کے اس انداز نے اسے بھٹی میں جھونک دیا۔ وہ بھی اتر کر تیز تیز قدم بڑھانے لگی۔ جاذب اس کے ساتھ ساتھ بائیک چلانے لگا۔

"اب کیا ہے؟" وہ غصے سے دھاڑی۔

"تمہیں شوق ہو رہا تھا کودنے کا۔ میں نے سوچا کودنے سے لنگڑی ہو گئیں تو کوئی قبول نہیں کرے گا۔ ایک تو رنگ ماشااللہ ہے۔ دوسرے عادات نیم چڑھے کریلے کی طرح ہیں، عقل سے تو خیر تم آج کی طرح ہمیشہ سے پیدل ہو۔ کوئی قبول ہی نہ کرتا۔ حسن ولا میں بیٹھی بال سفید کرتی رہتیں۔" اس کے لہجے میں جہاں بھر کی ہمدردی تھی۔

"میں سفید کروں یا سیاہ۔ تم سے مطلب؟" وہ اور تیز قدم بڑھانے لگی۔

"نائرہ! حالات خراب ہیں، سنا ہے کل یہاں بوری میں بند ایک لاش ملی تھی۔"

نائرہ کے قدم سست سے پڑنے لگے۔

"رات کا اندھیرا بھی بڑھ رہا ہے۔ آج کل ٹیکسی ڈرائیور کا بھی پتا نہیں۔ تم نے وہ کہانی پڑھی تھی نا سرگزشت میں۔" وہ حوالہ دینے لگا۔

"نائرہ تم تو خیر پیدل آجاؤ گی۔ میں چلتا ہوں۔"

"رکو میں چل رہی ہوں۔" اس سے پہلے کہ جاذب اسپیڈ بڑھاتا وہ چیخ کر بولی۔

"تو پھر بیٹھو۔" وہ ایک دم بھاگ کر بائیک پر بیٹھ گئی۔ جاذب نے بائیک چلانی چاہی، مگر وہ عجیب وغریب آوازیں نکال کر جھٹکے لینے لگی۔

"اب کیا ہوا؟" وہ جھلائی۔

"معلوم نہیں دیکھتا ہوں۔" وہ اتر کر دیکھنے لگا۔

"اف میرے خدا! اسے تو دھکا لگانا پڑے گا۔"

"دھکا؟" نائرہ نے تھوک نگلا "یہاں تو کوئی نظر بھی نہیں آرہا دھکا کون دے گا۔"

"تم دو گی۔" اس نے اطمینان سے کہا۔

"میں.....!" اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔

"تو اور کیا میں!" جاذب نے اس کی نقل اتاری۔

"میں کیسے لگاؤں گی؟" نائرہ نے ایسی نظروں سے اسے گھورا، جیسے اس کی دماغی حالت پر شک ہو۔

"ٹھیک ہے میں دھکا لگا لیتا ہوں، تم آگے بیٹھ کر اسٹارٹ کرلو۔" وہ جل کر بولا۔

"پتا نہیں دنیا سے نرالی ہے تمہاری پھٹ پھٹی۔" وہ مرے مرے انداز میں دھکا لگانے لگی، مگر وہ کیسے لگا سکتی تھی جلد ہی تھک گئی۔ "مجھ سے نہیں لگتا پتا نہیں کون سا راستہ ہے۔ کوئی انسان بھی نظر نہیں آرہا۔"

وہ رونے کو ہو گئی "کھاتے وقت تو نہیں کہا جاتا مجھ سے نہیں کھایا جارہا۔ اس رات کیسے مزے سے مجھے بھوکا مار کر کھا رہی تھیں۔" وہ اس پر الٹ پڑا۔

"تو کیا تم بدلہ لے رہے ہو۔" اس کی عقل میں یہی بات آئی تھی۔ ذرا سی کوشش سے بائیک اسٹارٹ ہو گئی۔

"او خدایا تیرا شکر ہے۔" اس نے سچے دل سے کہا تھا بائیک گیٹ کے سامنے رکی۔ نائرہ اتر کر اندر جانے لگی۔

"شعلہ بیگم سنو!"

"کیا ہے؟" اس نے خفگی سے کہا۔

"بائیک اس لیے تیز چلا رہا تھا کہ لوگ کیا سوچیں گے کہ اتنا خوبصورت لڑکا کیسی چڑیل سی لڑکی کے ساتھ جارہا ہے۔ خوامخواہ انسلٹ ہو رہی تھی اور یہاں بائیک خراب نہیں ہوئی تھی۔ وہ تو میں دیکھ رہا تھا کہ تم میں جان ہے بھی یا نہیں۔" وہ دلکش انداز میں مسکرایا۔ وہ ہی اسے زچ کر دینے والی مسکراہٹ اس کے لبوں پر سجی تھی۔

"کیا؟" اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کس طرح اپنے غصے کا اظہار کرے۔ "تم نے مجھے بے وقوف بنایا۔"

"سوری میں وہ کام کرنا پسند نہیں کرتا، جو پہلے ہی ہو چکے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں بنا کر ہی بھیجا ہے۔ بنے بنائے کو کیا بنانا؟" وہ مسکراہٹ دبائے سنجیدگی سے بولا۔

digest Novels Lovers group

"یو چیٹر دھوکے باز۔" اس نے اپنا پرس کھینچ مارا۔

"ارے تمہیں کیسے پتا چلا' میرا ہاتھ تنگ ہے۔" اس کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔ "اینی وے کزن پاکٹ منی دینے کا بہت شکریہ۔" وہ پرس لے کر رفوچکر ہو گیا۔

"جاذب سنو تو!" وہ چلّائی مگر اسے کہاں سننا تھا۔ وہ اپنی بے وقوفی پر ماتم کرتی اندر آ گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"شعلہ او شعلہ کہاں ہو بھئی؟" وہ گیٹ سے ہی چلّاتا ہوا آ رہا تھا۔ "کیا بات ہے؟ کیوں مردوں کو جگانے کی ٹھانی ہے۔" نائرہ بے زاری سے بولی۔

"لو جی کر لو گل۔ ہم ہیں مشتاق اور وہ بے زار' غالب نے ایسے ہی کسی موقعے پر کہا ہو گا۔ میں تمہاری ہمدردی میں دوڑا چلا آیا اور تمہیں احساس نہیں۔" وہ منہ پھلا کر جانے لگا۔

"ٹھہرو جاذب!" اس نے لپک کر اسے پکڑا۔ "کیا بات ہے۔"

"ایک خبر سنانی تھی' تمہارے بڑے کام کی تھی۔" وہ اب بھی خفا سا تھا۔

"سوری جاذب! بتاؤ کیا ہے؟"

"یہ لو۔ اس رسالے کا صفحہ نمبر بیس دیکھ لینا۔" وہ اسے رسالہ تھما کر چلتا بنا۔ اس نے بڑے اشتیاق سے مطلوبہ صفحہ تلاش کیا' یہ دیکھ کر اس کے غصے کی انتہا نہ رہی پورے صفحے پر فیئر اینڈ لولی کا اشتہار چھپا تھا۔

"جاذب خبیث!" وہ غصے میں بھری ماما کے کمرے کی سمت بڑھی جہاں وہ بہت شریف بنا ان سے باتیں کر رہا تھا۔ اس نے پوری قوت سے رسالہ کھینچ مارا۔ رسالہ اس کے چہرے کا مزاج پوچھ گیا۔

"ارے ارے نائرہ! یہ کیا حرکت ہے؟" ماما اسے اتنی بدتمیزی کا مظاہرہ کرتے دیکھ کر بوکھلا گئیں۔

"آپ اسے بھی تو دیکھیں' ہر وقت مجھ سے بدتمیزی کرتا رہتا ہے۔" وہ آگ بگولہ ہو رہی تھی۔

"اس کے مذاق کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تم دھما چوکڑی کرو۔ غضب خدا کا' بیس سال کی ہونے کو آئی ہو اور عقل نام کو نہیں' کوئی دیکھے گا تو کیا سوچے گا ماں نے یہ تربیت کی ہے۔ یہ تمیز سکھائی ہے۔" ماما نے اسے بری طرح ڈانٹ دیا۔

جاذب کے سامنے ڈانٹ پڑنے پر وہ روہانسی ہو گئی۔

"چھوڑیں آنٹی! بچی ہے۔" وہ نہایت معصوم بنا کہہ رہا تھا۔

"تم اپنی بک بک بند کرو جھوٹے طوطے۔" وہ غرّائی۔

"ارے ارے' یہ کون سا طریقہ ہے۔ چھوٹے بڑے کا لحاظ ہی نہیں۔ زبان کی دھار دیکھو ماشاءاللہ۔ چلو اپنے کمرے میں جا کر پڑھو۔"

ماما نے اسے پھر جھاڑ پلا دی۔ جاذب نے ماما کی نظر بچا کر وکٹری کا نشان بنایا' وہ مزید سلگ گئی اور پیر پٹختی باہر نکل گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

وہ فون رکھ کر پلٹا ہی تھا۔ "کیا ہوا کس کا فون تھا۔" نائرہ نے پوچھا۔

"اچھا ہوا تم مجھے جلد ہی مل گئیں' تمہارے لیے اچھی خبر نہیں نائرہ۔"

"کیا ہوا جاذب؟" اس نے دہل کر پوچھا۔

"تمہاری دوست ہے نا انیلا۔ اس کے دادا کا انتقال ہو گیا ہے۔" اس کے لہجے میں دکھ کی لہر تھی۔

"ہائے نہیں۔" نائرہ کے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ انیلا کے دادا جان اسے بہت اچھے لگتے تھے' نرم مزاج' شفیق' بہت پیار کرنے والے البتہ دادی کچھ مزاج کی تیز تھیں۔ سو وہ دادا جان سے ہی باتیں کرتی۔ ان کو اخبار سناتی۔ دونوں مختلف موضوعات پر بحث کرتے۔ دادا جان کا مطالعہ خاصا وسیع تھا' نائرہ کو ان کی کمپنی میں ہمیشہ لطف آتا تھا۔ "ہائے اب وہ سب باتیں یادیں ہو گئیں۔"

"کیسے ہوا انتقال؟" اس نے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہ تو معلوم نہیں، سنا ہے بہت مشکل سے ہوا ہے۔"

"بیمار تو نہیں تھے وہ۔ ابھی پچھلے ہفتے ہی تو ان سے مل کر آئی تھی۔" اس سے صدمہ سہا نہ جا رہا تھا۔

"تمہیں جلدی جانا چاہیے۔ آخر تمہاری اتنی قریبی سہیلی ہے۔" جاذب نے مشورہ دیا۔

"اوہ ہاں، میں ماما کو بتا کر آتی ہوں۔ جاذب! تم مجھے چھوڑ آؤ گے نا۔" وہ امید بھری نگاہوں سے بولی۔

"چلو جلدی سے تیار ہو جاؤ۔" وہ فوراً مان گیا۔

"تیار کیا ہونا ہے، بس ایسے ہی ٹھیک ہے، میت کا گھر ہے۔" وہ ماما کو بتا کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔

انیلا کے گھر کے آگے ٹینٹ بندھا دیکھ کر اس کے آنسو رواں ہو گئے۔ وہ بمشکل خود کو سنبھالتی گاڑی سے اتری۔ گیٹ کے سامنے ہی دادی تھیں۔

"ہائے دادی!" وہ دوڑتی ہوئی ان سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"کیا بات ہے نائرہ؟ کیا ہوا؟" دادی جان اس کے رونے سے گھبرا گئیں۔

"دادی جان ہمارے دادا۔" وہ بمشکل ہچکیوں کے درمیان بولی۔

"ہاں وہ اندر انتظامات کروا رہے ہیں۔ آخر اتنی بڑی خوشی ہے۔ برسوں سے اس کا انتظار تھا۔"

"ہیں!" وہ جھٹکے سے ان سے دور ہوئی "اوہ صدمے سے ذہنی توازن خراب ہو گیا ہے۔" وہ سمجھ گئی۔

"ہائے دادی اندر کہاں؟ دادا جان تو اوپر جنت کی سیر کر رہے ہوں گے، نمازیں جو ساری پڑھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مرنے کے فوراً بعد جنت دے دی ہو گی۔"

"کیا بک رہی ہو لڑکی؟ دماغ تو ٹھکانے ہے تمہارا۔" دادی کے تیور سنگین حد تک خطرناک ہو گئے۔

نائرہ سہم گئی۔ "وہ... وہ دادی۔ دادا کا انتقال......"

"دادا کا نہیں دادا کی زمینوں کا انتقال کروایا ہے۔" انہوں نے دانت پیس کر کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ ہونق ہو گئی۔

"راجن پور کی زمینوں کا جو جھگڑا چل رہا تھا۔ اس کا فیصلہ ہو گیا ہے تمہارے دادا کے نام زمینوں کا انتقال ہوا ہے۔ تم بہت ہی کوڑھ مغز لڑکی ہو۔ جو منہ میں آیا اول فول بک دیتی ہو۔" انہوں نے اچھی خاصی ڈانٹ پلا دی۔ وہ روہانسی ہو گئی۔

"ارے ہماری نائرہ بیٹی آئی ہے۔" دادا کی ہشاش بشاش آواز پر وہ اچھل پڑی۔

"جی دادا جان!" اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے۔ دادی اسے کھا جانے والی نگاہوں سے گھور رہی تھیں۔

"آپ کو مبارک ہو دادا جان!" اس نے بمشکل کہا۔

"بہت شکریہ بیٹا! یہ تم کپڑے وغیرہ نہیں لائیں۔ شام کو تقریب ہے۔" انہوں نے اس کے سلوٹوں زدہ سوٹ کو حیرت سے دیکھا۔

"ابھی تو ایسے ہی آئی تھی۔ چلتی ہوں، شام کو آؤں گی۔" وہ جانے لگی۔

"آؤ تو حواس سلامت رکھ کر آنا۔" دادی نے تنبیہہ کی۔

"جی!" وہ فوراً باہر نکل گئی۔ "جاذب کے بچے! میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔"

وہ غصے میں بھری گھر پہنچی۔ جاذب لاؤنج میں بڑے مزے سے لیٹا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔

"ارے اتنی جلدی آ گئیں۔ کم از کم سوئم تک تو رکتیں۔" وہ صاف مذاق اڑا رہا تھا۔

"جاذب کے بچے! بہت کمینے ہو تم۔ تمہاری وجہ سے میری اتنی انسلٹ ہوئی ہے کہ بس۔ کیوں جھوٹ بولا تم نے۔"

"ہیں تو دادا کا انتقال نہیں ہوا۔" وہ حیرانی سے بولا۔ نائرہ اس کی مصنوعی حیرانی اچھی طرح جانتی تھی۔

"بکواس مت کرو، تمہیں سب معلوم تھا تم جان بوجھ کر مجھے وہاں لے کر گئے تھے۔" وہ غصے سے دھاڑی۔

"کیا ہوا؟ نائرہ کیوں چیخ رہی ہو۔" گلاب گھبرا کر

اندر داخل ہوئی تھی۔

"اس کو سمجھالو گلاب! یہ ہر وقت مجھے بے وقوف بناتا رہتا ہے۔ آج اس کی وجہ سے میری اتنی انسلٹ ہوئی کہ حد نہیں۔ کیا سوچ رہی ہوں گی دادی۔" اسے رونا آگیا۔

"کیا ہوا؟" گلاب نے اسے ساتھ لگاتے ہوئے پوچھا۔ اس نے تفصیل کہہ سنائی۔

"بہت بری بات ہے جاذب! تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔" گلاب نے ملامتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں نے کیا غلط کیا ہے۔ انتقال تو ہوا ہے نا دادا کا نہ سہی زمین کا سہی۔ اب ایک آدھ لفظ کی تو غلطی ہو ہی جاتی ہے بندہ بشر ہوں۔"

"بکو مت۔ اتنے معصوم نہیں ہو تم' کیا ملتا ہے تمہیں اسے بے وقوف بنانے میں۔" گلاب کے لہجے میں تیزی آگئی۔

"اس کو کچھ نہیں کہتیں۔ یہ کیوں ہر بار بے وقوف بنتی ہے۔ کبھی تو عقل استعمال کر لیا کرے۔ یہ بنتی ہے تو بناتا ہوں نا' یہ بھی آرٹ ہے کہ آپ کی بات میں کتنا وزن ہوتا ہے کہ دوسرا بغیر چوں وچرا کیے مان لے۔" وہ فخر سے بولا۔

"تمہارا جھوٹ تمہیں نہ لے ڈوبے گا اور تم اس چرواہے کی طرح بے بس اور بے یارومددگار نہ رہ جاؤ۔ جھوٹ اور غلط فہمی کا شیر تمہاری خوشیوں اور مسرتوں کی بھیڑوں کو نہ کھا جائے۔" گلاب کا لہجہ بہت گہرا تھا۔

جاذب ایک لمحے کے لیے چپ ہوا پھر ہنس پڑا۔

"چھوڑو گلاب! کس کو سمجھا رہی ہو۔ اس نے کب ماننا ہے اس کا تو وہ حال ہے کہ اندھے کے آگے روئے اپنے بھی نین کھوئے۔" نائرہ تلخی سے کہتی باہر نکل گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

حمان بھائی کی شادی کی تاریخ طے ہو گئی تھی۔ اس شادی کی خوشیوں کا لطف دوبالا ہو گیا تھا۔ علینہ پھپھو ماہم اور حماد بھی شادی میں شرکت کرنے آئے تھے۔ ماہم اور حماد سب سے جلد ہی گھل مل گئے۔ انہیں اپنے بے فکرے شوخ و شریر کزن بے حد پسند آئے تھے۔ شادی کے ہنگامے عروج پر تھے۔ آج رسم مایوں تھا۔ ہانی بھائی تو اس رسم کا نام سنتے ہی بھاگ لیے تھے' بڑی مشکل سے گھیر گھار کر واپس لایا گیا۔ یہ فریضہ حماد اور بابر نے انجام دیا' جواب گارڈز کی طرح دروازے پر براجمان تھے' حمان اندر بیٹھے ہول رہے تھے۔

"پلیز عازب! تم ہی میری مدد کرو' وہ لڑکیاں حشر برا کر دیں گی میرا۔" وہ ملتجیانہ لہجے میں بولے۔

حماد اور بوبی اندر آگئے۔ "صبر کریں ہانی بھائی! صبر کریں۔" بوبی ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ "ہر کنوارے پر ایک دن یہ دن آتا ہے۔ اب آپ کی باری ہے کیا کریں مجبوری ہے۔ ویسے آپ برا نہ مانیں تو یہ ذمہ داری میں قبول کر لیتا ہوں۔ آپ کی خاطر قربانی دے دیتا ہوں۔" بوبی نے بظاہر رندھے ہوئے مگر شرارت سے بھرپور لہجے میں آفر کی۔

"تمہاری قربانی جائز ہی نہیں کیونکہ تمہاری دم نہیں ہے۔" حماد نے لقمہ دیا۔ سب ہنس پڑے۔

"حماد! بوبی' جلدی سے حمان بھائی کو باہر لاؤ۔" نائرہ پیغام دے کر غائب ہو گئی۔

"چلیں جی۔" بوبی نے اٹھایا۔

"یہ رسمیں تو میری جان لے لیں گی۔ تمہیں مجھ پر ترس نہیں آتا۔" وہ امید بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔

ہاں جاں کے زیاں کی ہم کو بھی تشویش ہے لیکن کیا کیجیے
ہر راہ جو ادھر کو جاتی ہے مقتل سے گزر کر جاتی ہے

اس نے بے نیازانہ انداز میں کندھے اچکا دیے۔

با ہر حال میں بقول حمان بھائی کے ان کے قتل کے سب لوازمات موجود تھے۔ سرخ آنچل کے سائے میں انہیں بٹھا کر تیل اور ابٹن لگایا گیا۔ سات سہاگنوں نے رسم پوری کی۔ بزرگوں کے ہٹتے ہی ینگ پارٹی نے حملہ کر دیا۔

"نائرہ! پلیز بات سنو۔" وہ گھبرا گئے۔

"ارے بھائی! آپ دیکھیے گا شادی والے دن خوبصورت لگیں گے۔" اس نے ابٹن ان کے گال پر لگا دیا۔

"تو کیا اس سے پہلے بدصورت تھا میں۔" وہ جھنجھلا گئے۔

"ارے بھئی نور آجاتا ہے۔" گلاب نے بڑی بوڑھیوں کی طرح کہا۔

"تو کیا پھٹکار برس رہی ہے اس سے قبل منہ پر۔" ان کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ کس طرح جان بچائیں۔

"ہم بھی لگائیں گے۔" حماد کو شوق اٹھا۔ "ہم بھی ہم بھی" ہر طرف سے آوازیں گونجیں اور حمان بھائی ابٹن تلے دبتے چلے گئے۔ جب سب لوگ اپنا شوق پورا کر کے ہٹے، ہانی بھائی کا برا حال تھا وہ ابٹن کا بھوت دکھائی دے رہے تھے، آنکھیں بچی ہوئی تھیں، باقی بال کپڑے سب ابٹن میں بھرے تھے سب کا ہنس ہنس کر برا حال تھا وہ فوراً باتھ روم کی طرف بھاگے تھے۔

"ابھی بھی وقت ہے دیکھ لو یہی حشر ہو گا تمہارا بھی۔" شاہم نے بڑی ہمدردی سے اشمان کو مشورہ دیا۔ اشمان نے کڑی نظروں سے اسے گھورا۔

"یہ اور انکار کر دے اگر کوئی ان سے یہ کہے کہ شادی کرنے کے لیے گنجا ہونا لازمی ہے تو محترم اس قربانی سے بھی دریغ نہ کریں۔" گلاب نے اس کا راز سرِعام افشا کیا۔

"ہائے!" نائرہ نے چٹخارہ لیا۔ "کیا مزے کا سین ہو گا جب سہرا باندھنے کے لیے دو کیلیں ٹھونکنی پڑیں گی۔ آرسی مصحف میں اشمان کی چمکتی ٹنڈ واہ۔" اس نے کہتے ہی دوڑ لگا دی۔ ورنہ اشمان کا زوردار ہاتھ اس کے سر پر پڑتا۔ سب ہنس پڑے۔

♥ ♡ ♡ ♥

آج مہندی تھی۔ لڑکیاں بہت پُرجوش تھیں، ہر ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں نڈھال تھا۔ ہال کا حال بے حال ہو رہا تھا سب لڑکیاں وہیں تیار ہو رہی تھیں۔ ہر سو رنگ برنگے دوپٹے، چوڑیاں اور نہ جانے کیا کیا الابلا بکھرا تھا۔

سب لوگ گاڑیوں میں بھر کر پہنچے۔ کرن کا گھر روشنیوں میں نہایا ہوا تھا۔ ان کا استقبال پھولوں کی پتیاں نچھاور کر کے کیا گیا۔ گانوں کے مقابلے میں لڑکی والے ہارنے لگے۔ انہیں ہارتا دیکھ کر لڑکے بھی میدان میں اتر آئے۔

"دیکھیں مسٹر! آپ لوگ ہٹ جائیں یہاں سے۔" نائرہ نے ایک لڑکے کو منع کیا جو خود کو ڈاروِن کی تھیوری کے عین مطابق ثابت کرنے کی کوششوں میں لگا تھا۔

"اگر نہ جائیں تو؟" اس نے بڑے اسٹائل سے پوچھا۔

"ہار تو آپ ویسے ہی چکے ہیں۔" نائرہ نے منہ بنایا۔

"آپ کے حسنِ جہاں سوز سے جیت بھی کون سکتا ہے۔" اس نے فلمی اسٹائل میں کہا۔

"شٹ اپ۔" نائرہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"حسن! بدتمیزی مت کرو۔" ایک ڈیسینٹ سی پرسنالٹی والے لڑکے نے اس لڑکے کو منع کیا۔

"آئیے مس! آپ لوگ رسم کریں۔" اس نے راستہ بنایا، کرن کو سجی سجائی چوکی پر لا بٹھایا۔ نائرہ رسم کرنے آئی۔

"بھابھی پلیز! آنکھیں کھولیں۔" اس نے شرارت سے کرن کے گھونگٹ میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"ارے بھابھی! ایسا غضب مت کیجیے گا ڈر جائیں گی۔" جاذب نے ٹکڑا لگایا۔

"بالکل، لیکن تمہیں دیکھ کر کہ انسانوں میں یہ دریائی گھوڑا کہاں سے آگیا۔" اس نے جل کر کہا زبردست قہقہہ پڑا۔

"مس! آپ کو تمام جانوروں کے بارے میں معلومات ہیں۔" اس لڑکے کی زبان میں پھر کھجلی ہوئی۔

"جی ہاں آپ پر تحقیق جاری ہے، جب مکمل ہو گی تو بتا دوں گی کہ آپ کون سی نسل کے پیچھے ہیں۔" نائرہ کو وہ لڑکا زہر لگ رہا تھا۔ سب لوگ ہنس دیے۔ وہ

شرمندہ ہو گیا۔
رسم کر کے وہ اترنے لگی تو نگاہیں اسی سوبر سے لڑکے سے ٹکرا گئیں، مہذب نرم سی نگاہ لمحے بھر کو اس کے وجود پر پڑی اور ہٹ گئی، نائرہ کچھ کنفیوز سی لہنگا سنبھالتی وہاں سے ہٹ گئی۔
جاذب سامنے ہی کھڑا تھا۔ "نائرہ!" اس نے آواز دی۔
"کیا بات ہے۔" وہ اس کے قریب آ گئی۔
"بہت پیاری لگ رہی ہو۔"
"ہیں۔" اس نے حیرت کے سمندر میں غوطے کھاتے ہوئے جاذب کو دیکھا۔ آنکھیں اتنی تیزی سے پھیلیں کہ جاذب کو خدشہ ہوا کہ چہرے پر صرف آنکھیں ہی رہ جائیں گی۔
"جاذب! تمہاری طبیعت ٹھیک ہے۔"

بنا تیرے کوئی موسم کہیں اچھا نہیں لگتا
نظر کو کوئی بھی منظر حسین اچھا نہیں لگتا

اس کی دلکش آواز سماعتوں میں رس سا گھول گئی مگر وہ حیران تھی۔
"میں جا رہی ہوں۔" وہ جانے کو پلٹی، دل عجب انداز سے دھڑکنے لگا تھا۔

میں کیسے کہوں تجھ سے بنا تیرے بہت خوش ہوں
نہ ہو گر پاس تو مجھ کو کہیں اچھا نہیں لگتا

"جاذب! میں نائرہ ہوں تم بھول رہے ہو۔" پرانے تعلقات کی بنا پر وہ یہی کہہ سکتی تھی۔

کوئی دیکھے تیری جانب نہیں منظور یہ مجھ کو
نہ ہو اس بات کا تجھ کو یقیں اچھا نہیں لگتا

نائرہ کی پیشانی پسینے کے قطروں سے تر ہو گئی۔ "کوئی نہیں دیکھ رہا تھا مجھے۔"

کبھی تو ہاں کہہ دے دل ہی رکھنے کے لیے جاناں،
تیرا ہر بات پر کہنا نہیں اچھا نہیں لگتا

وہ اس کی حالت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے بولا۔
"یا اللہ! کوئی نیا چکر چلایا ہے مجھے ہرٹ کرنے کا۔ تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو۔ مشین گن کی گولیوں کی طرح دھڑا دھڑ اشعار اگل رہے ہو۔" اس کی برداشت ختم ہونے لگی وہ پلٹ گئی۔ بے ارادہ ہی اس نے پلٹ کر دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔
"اسٹوپڈ!" وہ سر جھٹک کر آگے بڑھ گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

تھکے ہارے سب لوگ گھر پہنچے جس کو جہاں جگہ ملی وہ وہیں سو گیا۔ نائرہ کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔ وہ مسلسل جاذب کے بارے میں سوچ رہی تھی مگر کوئی سرا ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔
"کیا بات ہے نائرہ؟" اسے الجھا الجھا سا دیکھ کر ماہم اس کے قریب آ گئی۔
"کچھ نہیں، بس ایسے ہی نیند نہیں آ رہی۔"
"کیوں بھئی کیا بات ہے۔ یہ نیند کا نہ آنا۔ رات کی تنہائی، چاند کی چاندنی میں کچھ سوچنا تو کسی اور چیز کی علامات ہیں۔" اس نے چھیڑا۔
"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" وہ مصنوعی خفگی سے بولی۔
"دماغ تو جاذب نے تمہارا خراب کیا ہے۔" وہ مسکرائی۔
"کیا" وہ اچھل پڑی۔ "تمہیں کیسے معلوم؟" اس کے لہجے میں حیرانی تھی۔ ماہم مسکرا دی۔
"یہ جو تمہارا چہرہ ہے نا۔ اک کھلی کتاب کی مانند ہے بس پڑھنے والی آنکھ چاہیے اور اللہ کے فضل سے میرے پاس وہ آنکھ ہے۔"
"حیرت ہے، تمہیں یہ سب کیسے پتا ہے۔"
"بس پتا چل جاتا ہے جیسے یہ پتا چل گیا کہ وہ تمہیں سچ مچ میں پسند کرتا ہے مذاق نہیں ہے یہ سب۔"
"اور وہ جھگڑے لڑائیاں کس کھاتے میں ہیں؟ ہر وقت جھوٹ بول کر بے وقوف بناتا رہتا ہے۔ میں تو اس کی بات پر کبھی یقین نہ کروں کیا پتا یہ بھی جھوٹ ہو اور مجھے بے وقوف بنا کر انجوائے کر رہا ہو۔" نائرہ اس

کی بے وقوف بنانے والی عادت سے سخت نالاں تھی۔
"میں کب کہہ رہی ہوں۔ تم فوراً" یقین کرلو۔ جب تمہارا دل اس کے سچا ہونے کی گواہی دے گا تو جان لینا۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی خوشی ہے کہ ایک شخص کا سچا پیار نصیب ہو جیسے مجھے۔"
"تمہیں کیا مطلب؟" نائرہ جو اس کی بات بغور سن رہی تھی چونک کر بولی۔
"مطلب یہ کہ میرا نکاح ہو چکا ہے نہال کے ساتھ یہ بابا کے دوست کا بیٹا ہے۔ اس کی لگن سچی تھی اور سچی لگن ہو تو منزل خود بخود آسان ہو جاتی ہے۔"
"وہ تمہیں پسند کرتا ہے۔" نائرہ نے اشتیاق سے پوچھا۔
"ہاں اپنی روح کی تمام تر سچائیوں کے ساتھ اور اس کی گواہی میرا دل دیتا ہے۔" وہ جذب کے عالم میں بولی۔ نائرہ اس کے روشن چہرے کو دیکھنے لگی جہاں نہال کے نام کے ڈھیروں گلاب کھلے تھے۔ چاند کی مدہم روشنی میں بھی اس کا چہرہ جگمگا رہا تھا۔ نائرہ کو اس پر ڈھیروں پیار آگیا۔
"اف کتنا اندھیرا ہے۔ اوہ اب سمجھا' نائرہ جو یہاں موجود ہے۔" جاذب کی آواز نے دونوں کو چونکا دیا۔
"تمہیں اندھیرا نظر آرہا ہے۔" نائرہ نے گھورا۔
"ظاہر سی بات ہے۔ انسان ہوں۔ رات کو اندھیرا ہی نظر آئے گا۔ بائے داوے تمہارا شمار ان میں تو نہیں ہوتا جن کو رات کو دکھائی دیتا ہے۔"
"تم سے تو بات کرنا فضول ہے۔" نائرہ اس کا طنز سمجھ کر تپ گئی۔
"چلو آئندہ تم یہ کام مت کرنا۔"
"دیکھو جاذب! اس وقت میں تمہاری بکواس سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر جاذب کو مزید بولنے سے روکنا چاہا۔
"دیکھو ماہم! یہ تو زیادتی ہے نا؟" اس نے شکوہ کرنے کے انداز میں کہا۔
"کیا زیادتی ہے۔" وہ دونوں کی نوک جھونک سے حظ اٹھا رہی تھی۔
"میں خوبصورت' اسمارٹ' ہینڈسم کچھ عرصے بعد مستقبل کا کوالیفائیڈ انجینئر اس کی باتوں کو بکواس کہا جا رہا ہے۔"
وہ اپنے منہ میاں مٹھو بنا۔ ماہم ہنس پڑی۔
"اچھا جی کوالیفائیڈ انجینئر آپ کیا چاہتے ہیں۔؟" نائرہ بول پڑی۔
"تمہیں۔" وہ ایک اسٹائل سے بولا۔
"کیا؟" نائرہ ہونق ہو گئی۔
"خوش فہمی کا شکار مت ہو۔ میں کہہ رہا ہوں کہ تمہیں کیوں بتاؤں۔" اس کے رنگ بدلنے پر ماہم کی ہنسی نکل گئی۔
"میں جا رہی ہوں ماہم! مجھے نیند آرہی ہے۔" وہ کپڑے جھاڑتی اٹھ کھڑی ہوئی۔
"تمہیں نیند آجائے گی؟" جاذب نے آنکھیں پھاڑیں۔
"کیوں کیا ہوا ہے؟"
"سنا ہے عشق کی پہلی رات بڑی خوبصورت ہوتی ہے۔ نیند آنکھوں سے اڑ جاتی ہے۔ سپنے سج جاتے ہیں۔ تارے گننے کو دل چاہتا ہے۔"
"مجھے ایسا کوئی مرض لاحق نہیں۔" وہ جھنجھلا گئی۔
"جاذب! مت تنگ کرو۔" ماہم نے سائیڈ لی۔
"اور ان محترمہ نے جو مجھے تنگ کر رکھا ہے' وہ کس حساب میں ہے۔ ماہم! مجھے تم سے اس ناانصافی کی توقع نہ تھی۔" وہ ناراض ہوا۔
"میں نے کیا کیا ہے۔" وہ پلٹ کر بولی۔
"میں جو اتنی تھکن کے باوجود جاگ رہا ہوں' اس کی وجہ صرف تم ہو۔"
"کیا بکواس ہے۔" نائرہ ماہم کے سامنے اس واضح اظہار پر سرخ پڑ گئی۔
"اور کیا جب سے تمہیں بغور دیکھا ہے میرا دل......" وہ کہتے کہتے رکا۔ ایک نظر پریشان سی نائرہ پر ڈالی۔ "میرا دل دھڑکنا بھول جاتا ہے۔ خدا کے لیے مجھے اپنا چہرہ مت دکھایا کرو تاکہ میں سکون سے سو

سکوں۔" اس نے باقاعدہ ہاتھ جوڑے۔

"ہونہہ تمہارے سامنے آتی ہے میری جوتی۔" وہ تنتناتی اندر چلی گئی۔ جاذب ہنس پڑا۔

"بہت بری بات ہے جاذب" ماہم نے تنبیہہ کی۔ وہ مسکرا دیا۔ "اچھا بھئی اب ہم بھی چلتے ہیں جن کی وجہ سے چاندنی ٹھنڈی اور دلکش لگ رہی تھی۔ وہ تو جا چکی ہیں۔ ویسے تم چاہو تو اس ماحول کو پوری طرح انجوائے کر سکتی ہو۔ نہال کو یاد کر کے۔" وہ شوخی سے بولا۔

"کیا، تم ہماری باتیں سنتے رہے ہو۔" ماہم کی آنکھیں حیرت اور غصے سے پھیل گئیں۔

"قسم لے لو جو جان بوجھ کر سنی ہوں، تم بول ہی اتنا لاؤڈ رہی تھیں کہ آواز سارے بند توڑ کر کانوں میں اتری جا رہی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کی طرح کانوں میں پپوٹے ٹائپ سیفٹی لاک تو نہیں بنایا جو نامحرموں کی آواز سن کر بند کر لوں۔" وہ بے حد معصومانہ لہجے میں بولا۔

"جاذب! تم بہت خبیث ہو۔ وہ ناراضی سے بولی۔

"ظاہر ہے آپ کا شاگرد ہوں مگر استاد جی آپ جیسا کہاں۔" اس نے جھک کر کہا۔ ماہم نے اس کے بال پکڑ لیے۔

"اف ماہم! چھوڑو یقین کرو۔ اصلی ہیں۔" وہ بلبلایا۔

"معلوم ہے مجھے۔" اس کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں پڑا۔

"ماہم! دیکھو چھپکلی تمہارے پیر کے قریب۔" وہ اچانک چلایا۔

"کیا! کہاں ہے؟" وہ اچھل پڑی اور خوفزدہ انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ جاذب موقع پاتے ہی بھاگ نکلا۔

"ٹھیک کہتی ہے نائرہ! تم واقعی شیطان ہو۔" وہ بھی مسکراتی ہوئی اندر کی طرف بڑھ گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

اگلے دن کرن کے گھر والوں کو آنا تھا۔ انہوں نے خوب تیاریاں کی ہوئی تھیں۔ نائرہ پرپل لہنگے پر بڑا سا دوپٹہ سیٹ کیے بہت پیاری لگ رہی تھی۔ کرن کے گھر والے بڑی تیاری کے ساتھ آئے تھے۔ مگر ان لوگوں نے بھی اپنی جیت کو برقرار رکھنے کے لیے خوب جتن کیے تھے۔ زور کا مقابلہ ہونے لگا۔ گانے، وسل ایک ہنگامہ سا برپا تھا۔ نہ جانے کب تک یہ ہلڑ بازی جاری رہتی بڑوں نے آ کر مداخلت کی تو یہ طوفان بدتمیزی تھما۔

لڑکے حمان کو لے آئے۔ ارم نے حمان کے ہاتھ کو تھاما۔ انگلی تھام کر مہندی لگائی اور مٹھائی کھلائی۔

"لائیے جناب دس ہزار روپے۔"

"ہائیں!" حمان سمیت سب نے آنکھیں پھاڑیں اور پھر جو توبہ استغفار شروع ہوئی کہ ارم بے چاری سخت نروس ہو گئی۔

"ارم دس ہزار لینے ہیں۔" کسی نے آواز لگائی تو وہ سنبھل کر بولی۔

"قرب قیامت ہے۔ پہلے ڈاکہ ڈالتے تھے تو ڈاکوؤں کو کچھ تو خوف ہوتا تھا۔ اب تو بڑے دھڑلے سے لوٹ مار ہو رہی ہے۔" اس کے انداز پر سب ہنس پڑے۔

"نیگ تو آپ کو دینا ہو گا۔"

"نیک لوگوں سے نیگ نہیں لیتے۔" شاہم میدان میں کود پڑا۔

"اچھا آج کل مارکیٹ میں اس طرح کے نیک لوگ آ رہے ہیں۔" اس نے شاہم کو شرمندہ کرنا چاہا۔

"کیا کریں مہنگائی بہت ہے۔ کوالٹی ہر چیز کی متاثر ہوئی ہے۔" اس نے کھٹ سے کہا۔

"حمان بھائی نیگ دیں۔" اس نے رعب سے کہا۔

"ارے واہ! کیوں دیں اتنی سی مٹھائی اور مہندی پر تو دس روپے کا خرچا بھی نہ آیا ہو گا کہاں دس ہزار روپے۔" حماد نے آنکھیں پھیلائیں۔ اس وقت تو سب دل و جان سے حمان بھائی کا ساتھ دینے پر آمادہ تھے۔

"بات خرچے کی نہیں حق کی ہے۔" کسی نے کہا۔
"بالکل ناحق ہے یہ 'حق کی بات میں اتنی رقم میں مٹھائی کے ٹوکرے اور مہندی کی نہر بہہ سکتی ہے۔" بوبی نے گپ ماری۔
"بھئی میری گڑیا سی سالی سے لڑو مت۔" حمان بھائی نے طرف داری کی۔ "اسے دس نوٹ دے دو۔" انہوں نے حکم دیا۔
"حمان بھائی! زندہ باد۔" ارم نے جوش بھرے لہجے میں کہا جبکہ سب لڑکوں کے اتنی جلدی ہتھیار ڈالنے پر منہ لٹک گئے۔
"دو یار بوبی ایک ایک روپے کے دس نوٹ۔" حمان بھائی نے شوخی سے کہا۔
"ہراہ" سب چلّا اٹھے۔ ارم کا منہ لٹک گیا۔
"یہ فاؤل ہے بھائی۔" اس نے روٹھے ہوئے کہا۔
"نونو بے بی! روتے نہیں لو ٹافی کھا لو۔" اسد نے جیب سے ٹافی نکال کر ارم کی طرف بڑھائی وہ جھینپ گئی۔
"بھئی کچھ کم نہیں ہو سکتے۔" نائرہ نے مصالحت کی راہ نکالنا چاہی۔
"جی نہیں۔ پورے دس ہزار روپے۔" ارم اپنے موقف سے ہٹنے پر آمادہ نہ تھی۔
"لو بھئی پورے دس ہزار۔" حمان بھائی نے کڑکڑاتے نوٹ اس کی طرف بڑھائے۔
"تھینک یو۔" اس کا چہرہ کھل اٹھا۔ اسد نے پسندیدگی سے اسے دیکھا تھا۔ وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ شہریار کی معنی خیز آہم نے اسے چونکا دیا۔
"میں اسے تو نہیں دیکھ رہا تھا۔" اس نے جلدی سے اپنی صفائی پیش کی۔
"میں نے کب کہا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ تم تو اس کے ہاتھ میں دبے ٹشو پیپر کو دیکھ رہے ہو۔ اب یہ اس کی مرضی کہ اس نے ہاتھ کو رخسار کی زینت بنا رکھا ہے۔"
"ہاں ہاں!" اسد نے جلدی سے سر ہلایا۔ جیسے وہ کھڑا ہی ٹشو پیپر دیکھنے کے لیے ہو۔
"مگر اس کے پاس تو ٹشو ہے ہی نہیں۔" حماد نے محظوظ ہوتے ہوئے کہا۔ اسد کو یوں لگا کہ جیسے کسی نے بھری گرمی میں اسے اوون میں رکھ دیا ہو۔
"بھاڑ میں جاؤ تم لوگ۔" وہ ان کے مذاق اڑانے پر زچ ہو کر آگے بڑھ گیا۔
"یہ بھی گیا کام سے۔" اس نے پیچھے سے شہریار کی آواز سنی مگر وہ نظرانداز کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

سب لوگ لاؤنج میں جمع تھے۔
"آج کی تقریب میں کتنا مزہ آیا نا؟" شعاع نے کہا۔
"اگر اجازت ہو تو آئندہ ایسی تقریب کا انعقاد میں کرلوں۔" اشمان نے جھک کر کہا تو وہ کچھ شرمندہ سی ہو گئی۔
"کل بارات ہے اور آج رت جگا منایا جائے گا' اس گھر میں پہلی شادی ہو رہی ہے۔ جو سوئے گا وہ کھوئے گا۔" جاذب اعلان کرتا اندر آیا تھا۔
"کیا مطلب کیا کرو گے تم۔" نائرہ نے گھورا۔
"تمہارے ساتھ تو کچھ نہیں کر سکتا۔ تم تو خیر بنی بنائی ہو۔ مگر تمہارے علاوہ جو سوئے گا۔ اس کے منہ پر کالک مل دی جائے گی۔ جو کوئی بھی پارلر صاف نہ کر سکے گا۔" اس کے لہجے میں دھمکی تھی۔
"یہ فاؤل ہے اور تم نے نائرہ کو کیوں کہا۔" ماہم اس کے سر ہو گئی۔

گستاخ کہہ رہا ہے کوئی بے ادب کوئی
حق بات کہہ کر ہم تو گناہ گار ہو گئے

وہ ٹانگیں پسار کر لیٹ گیا۔
"بڑے آئے حق پرست۔" نائرہ کو اس کی بات پر غصہ آگیا۔
"توبہ تمہاری آواز بھی تمہاری طرح بھیانک ہے۔" اس نے منہ بنایا۔
"تم تو جیسے تان سین کے سگے ہو۔" وہ جل ہی تو گئی۔

"جاذب تمہیں گانا آتا ہے۔" ماہم نے پوچھا۔

"ایسا ویسا تان سین کی طرح چولہے میں آگ لگا سکتا ہوں۔ شاور سے بارش کر سکتا ہوں۔"

وہ ہنس پڑی۔ "چلو سناؤ۔"

"اچھا۔" وہ خلافِ توقع مان گیا۔ نائرہ کے سامنے بیٹھ کر اس نے ٹرے سنبھال لی اور بجانے لگا۔

اے گندمی رنگت والی...... اے گندمی رنگت والی

ہر پل تیرے جلووں کا ہے میرا دل سوالی

نائرہ کا دل اچھل کر حلق میں آگیا' وہ کل کی بات کو مذاق سمجھ رہی تھی' مگر اب تک اس کا رویہ ناقابلِ فہم رہا تھا اس کی نگاہیں جھک گئیں۔

یوں لگتا ہے ہر لمحہ اے جانِ وفا بن تیرے

جیسے پت جھڑ کا موسم' جیسے بن پھول کی ڈالی

اے گندمی رنگت والی.........

وہ اپنی خوبصورت آواز میں اپنے دل کا حال سنا رہا تھا۔

ان سرخ لبوں پر تیرے اب ہجر کی بات نہ آئے

گزرے تیری قربت میں' ہر شام میری متوالی

اے گندمی رنگت والی.........

جاذب کے لبوں پر بڑی دلفریب مسکراہٹ تھی۔ اس کی نگاہیں گاہے بگاہے اضطراب کی کیفیت میں انگلیاں مروڑتی نائرہ پر اٹھ رہی تھیں۔

کچھ میرا عشق سنوارا' کچھ تیرا حسن نکھارا

قدرت نے دیا ہے تم کو پھولوں کا روپ مثالی

اے گندمی رنگت والی.........

اس کے خاموش ہوتے ہی ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

"ویری گڈ جاذب! تم تو بہت اچھا گاتے ہو۔" ماہم نے تعریف کی۔

"بائے دا وے' یہ گندمی رنگت والی ہے کون؟" شعاع نے کن اکھیوں سے نائرہ کو دیکھتے ہوئے انجان سے لہجے میں پوچھا۔

"ہے ایک۔" وہ سر کشن پر رکھ کر لیٹ گیا۔

"اوہو! کون ہے' کہاں ہے؟" ایک شور مچ گیا تھا۔

"پھر کبھی بتاؤں گا' ابھی رازداری ضروری ہے۔" اس نے خوبصورتی سے ٹالا تھا۔

"ارے بچو! صبح ہونے والی ہے' تھوڑی دیر سو جاؤ۔" علینہ بیگم نے آکر مداخلت کی تو محفل برخاست ہوگئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

آج حمان کی بارات تھی۔ ہر ایک چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ بڑی اماں نے تو کئی بار ان کی پیشانی چومی تھی۔ نائرہ بھی بے حد خوش تھی۔ کچھ کچھ سوچتی آنکھیں لیے وہ بے حد اچھی لگ رہی تھی۔

"نائرہ! تم کچھ اداس ہو۔" ماہم شعاع کے ساتھ اس کے قریب بیٹھ گئی۔

"نہیں تو ایسی تو کوئی بات نہیں۔" نائرہ شعاع کو دیکھ کر سنبھل گئی۔

"نائرہ! مجھ سے چھپا رہی ہو۔ میں جان گئی ہوں۔" شعاع نے اس کا ہاتھ پیار سے تھاما۔

"کیا مطلب؟" وہ گھبرا سی گئی۔

"میں تمہاری کزن کے علاوہ دوست بھی ہوں۔ میں تمہارے کام آسکتی ہوں۔" اس نے شوخی سے کہا تو وہ سر جھکا گئی۔

"چلو کرن بھابھی کے پاس چلتے ہیں۔ تصویریں بن رہی ہیں۔ ہم بھی بنواتے ہیں۔" گلاب نے آکر کہا تو وہ اٹھ گئیں۔

رخصتی کے وقت سب کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ اسد نے ارم کو دیکھا جو ایک کونے میں کھڑی آنسو بہا رہی تھی۔

"آپ کیوں رو رہی ہیں؟"

"باجی جو جا رہی ہیں۔" اس نے سسکیوں کو دباتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کو بہت دکھ ہے کرن بھابھی کے جانے کا۔"

"جی ہاں' مجھے ان سے بہت محبت ہے۔ کبھی ان سے جدا جو نہیں ہوئی' ہمیشہ ان کے ساتھ ہی رہی ہوں۔" اس کے آنسو گالوں کو بھگو رہے تھے۔

digest Novels Lovers group

"ہم ایسا انتظام کرسکتے ہیں کہ آپ ہمیشہ باجی کے ساتھ رہیں۔"

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ باجی کی تو شادی ہو چکی ہے۔"اس نے بھول پن سے کہا۔

"ایسا ہو سکتا ہے۔"وہ مسکرایا۔

"کیا مطلب؟"وہ ناسمجھی کے انداز میں بولی۔

"مطلب میں آپ کو بعد میں بتاؤں گا۔ چلیں سب لوگ جارہے ہیں۔ آپ بھی خوشی خوشی ان کو وداع کریں۔ آئیں۔"

اسد اسے لیے گیٹ کی طرف آگیا۔ ارم کرن کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ نائرہ نے پیار سے اسے ہٹایا۔ وہ سسکیاں بھرتی ایک طرف ہو گئی۔ سجی سجائی کار میں کرن کو بٹھایا' کار گھر کی طرف رواں ہو گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

شادی ختم ہوتے ہی سمیر کا پرپوزل آگیا۔

"اف خدا! یہ کیا مصیبت ہے۔"گلاب نے اسے بتایا تو وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"تم مما کو انکار کردو۔ مجھے ابھی پڑھنا ہے۔"وہ قطعی لہجے میں بولی۔

"تو تمہیں کیا مصیبت ہے بیٹھے بٹھائے اتنا اچھا لڑکا مل رہا ہے۔ اگر تمہاری جگہ میں ہوتی تو خوشی سے چھلانگیں مار کر عالمی ریکارڈ توڑ چکی ہوتی۔"گلاب نے گھورا۔

"براہ کرم میری جگہ تم ہی لے لو اور مجھے بخشو۔"اس نے ہاتھ جوڑے۔

"میں تو کب کی تمہاری جگہ لے لیتی مگر سمیر بھائی کو تم عقل کی اندھی میں نہ جانے کون سی خوبی نظر آئی کہ لٹو ہو گئے۔"گلاب قدرے جل کر بولی۔

"ٹھیک ہے۔ میں خود ہی کچھ کرلوں گی۔"وہ پیر پٹختی باہر نکل گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"سمیر کا پرپوزل آیا ہے تمہارے لیے۔"جاذب اس کے سر پر کھڑا تھا۔

"ہاں آیا ہے پھر' تمہیں کیا تکلیف ہے۔"وہ اس کے تفتیشی انداز پر کھول اٹھی۔

"ساری تکلیفیں تو میری ہی ہیں۔"وہ مسکرایا تھا۔

"دیکھو جاذب! مجھے بہت غصہ آرہا ہے' تم میرا دماغ مزید خراب مت کرو۔"وہ روکھے لہجے میں بولی۔

"دماغ تمہارے پاس ہوتا تو مجھے نہ سمجھ لیتیں۔"اس کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

"دیکھو جاذب!....."وہ بولنے لگی ہی تھی کہ اس نے بات کاٹ دی۔

"دیکھ ہی تو رہا ہوں۔ بے وقوف لڑکی! تمہیں غصہ آرہا ہے لیکن کیوں آرہا ہے یہ سمجھ نہیں پا رہی ہو۔ ہم ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں۔ اس بات کا یقین کرلو۔"وہ مسکرا رہا تھا۔ وہ سٹپٹا گئی۔

"مگر وہ جھگڑے لڑائیاں۔"اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔

"وہ سب کچھ نادانستگی میں ہوتا تھا مگر اس کا فائدہ ہم دونوں کو ضرور ہوا۔"

"ہائیں! لڑائی کا بھی فائدہ ہوتا ہے۔"وہ حیران ہوئی۔

"ہاں ان لڑائیوں نے ہمیں ایک دوسرے کے سوا کسی اور کے بارے میں سوچنے بھی نہ دیا۔ کیوں ہوا نا فائدہ؟"وہ جھک کر بولا۔

"پتا نہیں۔"اسے ڈھیروں شرم آگئی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

بڑوں میں بات طے ہو گئی۔ گھر کے لڑکے کے سامنے سمیر کا چراغ بھلا کیسے جلتا۔ سو ان سے شائستگی سے معذرت کرلی گئی۔ ینگ پارٹی کو سوفی صد یقین تھا کہ بڑوں کا یہ فیصلہ دونوں پر بجلی بن کر گرے گا لیکن نائرہ کا شرم سے سرخ چہرہ اور جاذب کے چہرے پر پھیلی آسودہ مسکراہٹ نے سب کو حیرتوں کے سمندر میں غوطہ زن کردیا۔ ایک خوبصورت سی شام میں دونوں ایک دوسرے سے منسوب ہو گئے۔

منگنی کے فوراً بعد جاذب ہائر اسٹڈیز کے لیے

امریکہ چلا گیا۔ شادی اس کی واپسی پر ہونا طے ہوئی تھی۔ جاذب کے جانے کے بعد نائرہ بولائی بولائی پھرتی، کہیں بھی کسی چیز میں بھی اس کا دل نہ لگتا۔ کبھی کبھی اسے اپنی پچھلی لڑائیاں یاد آتیں تو وہ مسکرا دی۔ جانی دشمن اب دشمن جاں بن گیا تھا۔ اس کے خط اور فون اکثر آتے رہتے۔ نائرہ کو لکھے گئے خطوں میں وارفتگی جھلکتی، اس کے ہر ہر لفظ سے اپنائیت کا اظہار ہوتا وہ خوشبو اور رنگوں کے ہمراہ سفر کرتی رہی یہاں تک کہ اس کے آنے کے دن قریب آ گئے۔ ہر سو ہلچل سی تھی۔ نائرہ کا دل عجب انداز میں دھڑک رہا تھا۔ شعاع اسے دیکھتے ہی F.M100 بن جاتی کبھی آجا سونیا گھر آجا سونیا۔ کے راگ الاپتی، کبھی گھر آیا میرا پردیسی کی تانیں اڑانے لگتی۔ آہستہ آہستہ اس کے ساتھ سب شریک ہو گئے، تنگ کر کے اس کا ناطقہ بند کر دیتے، کبھی کبھی تو وہ زچ ہو جاتی مگر وہ اس کی جان نہ چھوڑتے تھے۔

وہ جاڑوں کی عام سی شام تھی۔ سورج کی کرنیں پورے لان میں بکھری ہوئی تھیں تھکا تھکا سا آفتاب اپنے ٹھکانے لوٹ رہا تھا۔ پرندے بھی اپنے آشیانوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ٹھنڈی ہوا سے فضا میں خنکی بڑھ رہی تھی وہ چہرے پر مدہم مسکراہٹ لیے نہ جانے کن خیالوں میں گم تھی۔

جاذب گیٹ سے داخل ہوا تو پہلی نظر اسی پر پڑی، وہ لان چیئر پر بیٹھی ہوئی تھی، نرم بال ہوا کے شریر جھونکوں سے ہولے ہولے لہرا رہے تھے۔ اس نے جاذب کو نہیں دیکھا۔ جاذب نے پاس پڑا پائپ اٹھا کر اس پر پانی کی بوچھاڑ کر دی۔ وہ بری طرح ہڑبڑا گئی۔ چند لمحے تو اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیا ہوا ہے۔ وہ غرا کر جھپٹی تو جاذب کو سامنے دیکھ کر اس کا چہرہ خوشگوار حیرت خوشی سے تمتما اٹھا۔

"کچھ کام بھی کر لیا کرو ہڈ حرام! ست الوجود، یہاں بیٹھ کر بے رونقی بکھیر رہی ہو۔ کہاں نصیب پھوٹے ہیں۔"

اسے دیکھتے ہی اس کی زبان میں کھجلی ہوئی تھی۔

لگتا ہی نہیں تھا کہ دونوں کے بیچ دو سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ اس کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہو گئے۔

"تو یہاں کس نے ہاتھ جوڑے تھے۔"

"چلو میرا سامان اٹھا کر اندر چلو۔" اس نے حکم دیا۔

"نوکر نہیں لگی ہوئی تمہاری۔" وہ تنتنا کر اندر بڑھ گئی۔ وہ مسکراتا پیچھے ہو لیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

"جاذب کے آتے ہی تایا جان کو اس کے ہاتھ پیلے کرنے کی فکر لگی۔ اشمان بھی برسرروزگار ہو چکا تھا۔ چنانچہ دونوں کی شادیاں ساتھ ہی طے پا گئیں۔ گھر میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ وہ کسی کام سے لاؤنج سے گزر رہی تھی۔ جاذب کے منہ سے اپنا نام سن کر ٹھٹھک کر رک گئی۔ وہ کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔

"ہاں۔ ہاں یار تمہاری ترکیب بڑی زبردست نکلی۔ وہ بے وقوف یہ سمجھنے لگی ہے کہ میں اسے پسند کرتا ہوں۔ ہمیشہ مجھ سے برابر کی سطح پر مقابلہ کرتی تھی، حاوی رہنا چاہتی تھی مجھ پر۔ اب شادی کے بعد خود بخود اس کی پوزیشن ڈاؤن ہو جائے گی۔ میں اس کا مجازی خدا بن جاؤں گا۔" وہ ہنسا۔

نائرہ کے وجود میں دھماکے سے ہونے لگے، اس نے چکراتے ذہن کے ساتھ دیوار کا سہارا لیا۔ پردے کے پیچھے سے اس کے پاؤں صاف نظر آ رہے تھے۔ جاذب نے ایک نظر اس کے پیروں پر ڈالی اور شروع ہو گیا۔

"میں شادی اس سے اس لیے کر رہا ہوں کہ ایک دفعہ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر روئے زمین پر تم آخری مرد بچے تب بھی میں تمہاری صورت دیکھنا بھی پسند نہ کروں۔ یہ بات میری انا پر کاری ضرب تھی۔ اب میں اسے بتاؤں گا کہ روئے زمین پر لاکھوں مردوں کی موجودگی میں وہ مجھ سے شادی کر رہی ہے۔"

نائرہ کا لہو جیسے کسی نے چوس لیا تھا۔ ایک طوفان تھا جو پل بھر میں ہر شے کو تہہ و بالا کر گیا تھا۔ اس کی رگ

رگ ٹوٹنے لگی تھی۔ قدم من من بھر کے ہو گئے' آنکھوں میں آئے ڈھیروں آنسو چھپائے وہ اپنے کمرے میں آ گئی۔ جاذب نے انتظار کیا کہ وہ حسب عادت اندر آ کر اس سے لڑے گی' لیکن اس کے اس طرح خاموش چلے جانے پر وہ حیران ہوا پھر ریسیور رکھ کر سیٹی بجاتا باہر نکل گیا۔

نائرہ کے آنکھوں سے آنسو بند توڑ کر بہہ نکلے' اس کے سلگتے لفظوں کی تپش نے اس کے پورے وجود کو خاکستر کر دیا تھا۔ اس کے دل میں دھڑ دھڑ آگ جل رہی تھی تو تم نے اپنی مردانہ انا کے زعم کو تسکین پہنچانے کے لیے میرا انتخاب کیا تھا۔ میں بھی پاگل ہی تھی کہ چند لفظوں کے پھول پا کر اپنی زندگی کی راہوں کو مہکانے کے سپنے دیکھنے لگی۔ اس کی چیخیں حلق کے اندر گھٹ رہی تھیں' ہر کراہ لبوں پر آ کر دم توڑ جاتی۔

"جاذب تم نے مجھے توڑ ڈالا' میں تم پر یقین کر کے بہت دور تک نکل گئی تھی۔ اپنے دل کو آرزوؤں سے سجاتی رہی تھی' اپنے پاکیزہ جذبوں کا سودا کر بیٹھی۔"

صرف اس تکبر میں اس نے مجھ کو جیتا تھا
ذکر نہ ہو اس کا بھی کل کو نارساؤں میں

اپنے دل کی شکست پر وہ دل کھول کر رونا چاہتی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"بھابھی.....!"

"کیا بات ہے گڑیا!" کرن اس کی اجڑی اجڑی شکل دیکھ کر پریشان ہو گئی۔ وہ اسے ارم کی طرح ہی پیاری تھی۔ روایتی نند بھاوج کے جھگڑوں سے دور وہ اس سے بے لوث پیار کرتی تھی۔

"بھابھی! میں جاذب سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔" لاکھ برداشت کرنے پر بھی اس کا لہجہ نم ہو گیا۔

"کیا؟" کرن اس کی بات سن کر بھونچکا رہ گئی۔

"پلیز' آپ امی کو بتا دیں۔" وہ اٹھ کر جانے لگی۔ کرن نے بازو سے پکڑ کر واپس بٹھا دیا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟ یہ بچوں کا کھیل نہیں کہ جب چاہا ختم کر دیا۔ مایوں میں دو دن رہ گئے ہیں تو تم نے یہ کھڑاگ کھڑا کر دیا۔" کرن نے اسے خاصی بری طرح ڈانٹ دیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اسے روتا دیکھ کر بھابھی نرم پڑ گئیں۔

"کیا جاذب سے جھگڑا ہو گیا ہے؟"

"نہیں۔" اس کا لہجہ بھیگا ہوا تھا۔

"جب کچھ نہیں ہے تو چپ کر جاؤ' مجھ سے تو کہہ دیا ہے اگر کسی اور کے سامنے بھاپ بھی نکالی تو قیامت آ جائے گی۔ حد ہوتی ہے بچکانہ پن کی۔" کرن اسے تنبیہہ کرتے ہوئے بولی۔ تو وہ دل مسوس کر کے باہر نکل آئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

تقریبات شروع ہو چکی تھی' مگر اس کے دل میں کوئی آرزو' کوئی خوشی نہ تھی۔ پتھر کی بے جان مورت کی طرف سپاٹ چہرہ لیے وہ خاموش رہتی' سب الجھن کا شکار تھے مگر لڑکی ہونے کے ناتے اس کے محسوسات سمجھ کر چپ رہ گئے۔ جب نکاح فارم اس کے سامنے آئے تو اس کا دل چاہا کہ چیخ کر انکار کر دے۔ اتنی ذلت' اتنی تذلیل وہ اپنی نظروں میں گر گئی تھی۔ اس نے کرب کی شدت سے ہونٹ کاٹتے ہوئے آنکھیں بند کیے دستخط کر دیے۔

رخصتی کے وقت سب کے گلے سے لگ کر کچھ اس طرح روئی کہ سب پریشان ہو گئے' ماما کے گلے لگتے ہی وہ ان کے بازوؤں میں جھول گئی۔ اس کی خراب طبیعت کے باعث تائی جان نے ساری رسمیں موقوف کر کے اسے کمرے میں پہنچا دیا۔ کافی دیر بعد اسے ہوش آیا۔

"کیا بات ہے نائرہ؟" بھابھی بے حد پریشان تھیں۔

"کچھ نہیں بھابھی!" وہ زبردستی مسکرائی جو کچھ ہونا تھا ہو چکا تھا۔ اب فریاد کرنے سے کیا فائدہ۔

"تم یہ جوس پی لو' اس سے چکر نہیں آئیں گے۔" انہوں نے کہا۔

"پلیز بھابھی دل نہیں چاہ رہا۔" اس نے انکار کیا۔

"تھوڑا سا پی لو جان طبیعت بہل جائے گی۔"
انہوں نے اصرار کیا تو وہ چند گھونٹ بھرنے پر مجبور ہو گئی۔

"ریلیکس رہنا۔ اچھا فکر مت کرنا۔" وہ اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر باہر نکل گئیں' نائرہ نے ایک نظر سرے پر ڈالی۔ یہ وہی کمرہ تھا جہاں وہ دن میں کئی بار وندناتی آیا کرتی تھی' آج اپنا ہوا تو کیسا پرایا پرایا لگ رہا تھا۔ سجاوٹ دیکھ کر اس کے دل میں گھٹن بڑھنے لگی تھی۔ وہ دروازہ کھول کر باہر بالکونی میں آ گئی اور گہرے سانس لے کر ہوا اپنے اندر اتاری۔

"نائرہ! تم یہاں؟" جاذب اسے تلاش کرتا ہوا بالکونی میں آیا تھا۔

"تو اور مجھے کہاں ہونا چاہیے تھا۔" عروسی لباس میں زیورات سے سجی نائرہ کا روپ نرالا تھا۔ لہجے میں زہر تھا۔

"مگر تم.... وہ......" وہ الجھ گیا۔

"فکر مت کریں جاذب صاحب! میں بھاگ کر نہیں جاؤں گی اور نہ اتنی کمزور کہ جان دے سکوں۔ بہت سخت جان ہوں میں' آپ اپنے شوق پورے کر سکتے ہیں۔ آپ کی زر خرید ہوں' آپ کی انا کو تسکین دینے والی ایک مفتوحہ کنیز۔" وہ پھٹ پڑی۔

"نائرہ!" وہ ہکا بکا رہ گیا۔ "ہوش میں تو ہو تم۔"

"ہوش!" وہ استہزائیہ انداز میں ہنسی۔ "ہوش میں ہی تو آئی ہوں۔ کیا ضروری تھا کہ تم میری ہنستی بستی زندگی میں زہر گھولو مجھے اپنا زیر قبضہ علاقہ سمجھتے ہوئے فتح کے جھنڈے گاڑو۔ تم نے مجھ سے اتنا بڑا جھوٹ بولا' مجھے بے وقوف بنایا' میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔"

"نائرہ! پاگل ہو گئی ہو تم۔" وہ ضبط سے بولا۔

"ہاں۔ ہاں پاگل ہو گئی ہوں میں' چلے جاؤ تم یہاں سے' میں تمہاری صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔" وہ دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر رونے لگی۔

جاذب چند لمحے تو اسے دیکھتا رہا پھر پلٹ کر کمرے میں گھس گیا۔ وہ ہچکیوں سے وہیں روتی رہی۔

♥ ♡ ♡ ♥

شام کو ولیمہ تھا۔ اس نے خود کو کس طرح نارمل رکھا تھا' یہ اس کا دل ہی جانتا تھا۔ کتنا مشکل ہوتا ہے سلگتے دل کے ساتھ لبوں پر مسکراہٹ سجانا۔ "کاش جاذب تم واقعی میرے ہوتے" دکھ کی ایک لہر اس کی روح کو بھگو گئی تھی۔ تمام وقت وہ مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجائے سب سے ملتی رہی مگر اپنے بیڈروم میں آتے ہی اس کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے وہ روتی رہی۔ جاذب نے بہت خاموشی سے اسے روتا دیکھا اور چپ چاپ باہر نکل گیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

"کیا بات ہے بیٹا! تم اتنی چپ کیوں ہو گئی ہو۔" مما نے پیار سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"آپ ہی تو کہا کرتی تھیں' مما کہ سنجیدگی اختیار کرو۔ شادی کے بعد یہ ہڑبونگ اچھی نہیں لگتی۔" اس کی مسکراہٹ میں دھیما پن تھا۔

"مگر بیٹا! تمہاری شادی کو کون سے برس بیت گئے ہیں۔ آج چوتھا دن ہی تو ہے تمہاری معصوم چہکار سے تو یہ گھر گونجا رہتا تھا۔ شادی کے بعد تو لڑکیاں سجی سنوری ہنستی بولتی ہی اچھی لگتی ہیں۔" وہ آبدیدہ ہو گئیں۔

"کم آن مما! اصل میں تھکن بہت ہے' دلہن بننا سیاچن کے محاذ پر جنگ لڑنے کے برابر ہی ہے اور پھر میں کون سا آپ سے دور ہوں۔ یہیں قریب ہی تو ہوں۔ دیکھ لیجیے گا مر کر بھی جان نہ چھوڑوں گی۔" وہ زبردستی ہنس دی۔

"خدا نہ کرے۔" مما جلدی سے دہل کر بولیں۔

"جی ہاں' یہ مر کر بھی بد روح بن کر سب کو ڈرائیں گی۔" اسد اندر داخل ہوا۔

"شکر کرو' تمہاری طرح ڈریکولا بن کر لوگوں کا خون تو نہیں چوسوں گی۔" وہ بولی تو اسد بے اختیار ہنس دیا۔

"نائرہ! تم کچھ دنوں کے لیے کہیں گھومنے کیوں

نہیں چلی جاتیں، ماحول چینج ہو گا تو موڈ خود بخود فریش ہو جائے گا۔" کرن بھابھی نے مشورہ دیا۔

"نہیں بھابھی! میرا دل نہیں چاہتا۔" وہ کاہلی سے بولی۔

"ارے واہ۔ کیسے نہیں جاؤ گی۔ میں تم دونوں کی ٹکٹیں لے آیا ہوں۔ تم فٹافٹ تیاری کرو۔ تمہیں پرسوں یہاں سے فلائی کر جانا ہے۔" ہانی بھائی نے کہا تو وہ منہ بسورنے لگی۔

"زیادہ منہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پتا نہیں تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ ادھر وہ پاگل بھی کام کا بہانا کر کے جان چھڑا رہا ہے۔ ادھر تم نے سستی پھیلا رکھی ہے۔ فٹافٹ پیکنگ کرو۔ وہاں کافی سردی ہو گی۔" انہوں نے رعب سے حکم دیا تو وہ منہ بناتی اٹھ گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"دیکھو نائرہ! ہماری شادی کو ایک ہفتہ گزر گیا ہے، مگر تم مجھ سے بدستور ناراض ہو۔ پلیز بتاؤ کہ مسئلہ کیا ہے؟" اس کا لہجہ بے بس سا تھا۔ نائرہ کا دل خون کے آنسو رونے لگا۔

"میں تمہیں کیا بتاؤں جاذب! میرا دل تو تمہارے پیروں میں رل گیا ہے بے قیمت معمولی ذرّے کی طرح۔ روح پر ایسا بوجھ آن پڑا ہے کہ آتی جاتی سانس بھی پہاڑ مانند ہوتی ہے۔ اتنی اونچائی سے گری ہوں کہ جسم ہزاروں ٹکڑے میں بکھر گیا ہے۔ چاہوں بھی تو خود کو جوڑ نہیں سکتی۔"

اس نے نم پلکوں سے سب کچھ سوچ ڈالا۔ اس کے چہرے اتار چڑھاؤ اتنے تکلیف دہ تھے کہ جاذب تڑپ اٹھا۔

"نائرہ! تمہیں کوئی بات تنگ کر رہی ہے۔ میں تمہیں اندر تک جانتا ہوں دیکھو شادی سے پہلے کی سب باتیں مذاق تھیں۔ تم سے چھیڑ چھاڑ تھی اگر ان باتوں کا برا مانا ہے تو پلیز میں معافی مانگتا ہوں۔ میرے مذاق کی اتنی بڑی سزا تو نہ دو۔"

وہ اس کے قریب آیا تو وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں نے تم سے کچھ نہیں کہا۔" وہ روکھے لہجے میں بولی۔

"یہ میری بات کا جواب نہیں۔" وہ بمشکل ضبط کر کے بولا۔

"پلیز جاذب!" وہ بے اختیار رو پڑی۔ آخر کہاں تک ضبط کرتی۔

"مجھ سے مت پوچھو میں تمہیں نہیں بتا سکتی۔" اس نے ہچکیوں کے درمیان کہا۔ آنسو تواتر سے اس کے گالوں کو بھگونے لگے۔ جاذب اسے روتا دیکھ کر تڑپ گیا اور پوروں سے اس کے آنسو چننا چاہے۔ وہ یک دم پیچھے ہٹی جیسے کرنٹ لگا ہو۔

"اس رشتے کے ناتے اتنا تو میرا حق ہے۔" وہ اس کی حرکت پر دل برداشتہ ہو کر بولا۔

"پلیز جاذب! ابھی اپنے کسی حق کی بات مت کرو۔ جب میں نے تم پر اپنا کوئی حق نہیں جتایا تو تمہارا حق کیسے مان لوں۔ پلیز ابھی مجھ سے کوئی امید مت لگاؤ۔"

"مگر یہ حق تو ماننا جائے گا۔" وہ اس کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

"حق اس وقت اپنا وجود منواتے ہیں جب دل ملیں۔" اس کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"کس کا دل نہیں ملتا، میرا تم سے یا تمہارا مجھ سے؟" اس کا لہجہ بھی سخت ہونے لگا۔

"پلیز، میں اس موضوع پر کوئی بات نہیں سننا چاہتی۔" وہ واش روم میں گھس گئی۔ جاذب سر پکڑے بیٹھا رہ گیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

"نائرہ! اس طرح تو مسئلہ حل نہیں ہو گا۔"

"کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں، جو حل کرنا چاہوں۔" اس کے انداز میں عجیب سی لاپروائی تھی۔

"نائرہ!" وہ غصے میں صرف یہی کہہ سکا۔

"جاذب! کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اس بندھن جس میں تمہیں مجبوری نے باندھ دیا ہے کو ختم کر دیں۔" اس نے کچھ سوچ کر کہا۔

"کیا؟ کیا کہنا چاہ رہی ہو تم..... تم علیحدہ ہونا چاہتی ہو؟" جاذب کی آنکھیں حیرت و غصے سے پھیل گئیں۔

"نن۔ نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" وہ کچھ گھبرا سی گئی۔

"تو پھر کیا کہنا چاہتی ہو تم؟" اس کے لہجے میں غصے کی آمیزش تھی۔

"میں اس صورتِ حال کو قبول نہیں کر سکی ہوں اور نہ ہی تم خوش ہو تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم کچھ عرصے تک اس بندھن کو بھول جائیں جو ہمارے بیچ ہے شاید گزرتا وقت کوئی بہتر فیصلہ کر دے۔" اس نے دھیرے سے کہا۔

"نائرہ! تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہے۔" اس نے پیار سے کہا۔

"نہیں یہ میری زندگی کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔" وہ رندھے لہجے میں بولی۔

"اتنا تو میں جانتا ہوں نائرہ! تم اس رشتے سے خوش تھیں۔ ورنہ دو سال کا عرصہ کوئی فیصلہ کرنے کے لیے کم نہیں ہوتا۔ جو کچھ بھی ہوا ہے شادی کے دوران ہی ہوا ہے۔" اس کے لہجے میں یقین تھا۔

نائرہ چپ رہ گئی۔

"جو بات میں آج کہہ رہا ہوں۔ گزرتے وقت کے ساتھ بھی یہی کہوں گا کہ نائرہ تم میری محبت ہو۔ میری بیوی ہو۔ دنیا میں کوئی اور ایسی لڑکی نہیں ہے جو یہ مقام لے سکے۔ میں تمہاری خوشی میں خوش ہوں۔ میں بھی وقت کے فیصلے کا شدت سے منتظر رہوں گا۔ مجھے امید ہے کہ وقت تمہاری ساری بدگمانی دھو دے گا اور تم میرے لفظوں کی سچائی کو مان لوگی اور تمہارے میرے درمیان صرف محبت ہو گی۔ میں، محبت اور تم۔ صرف یہی ہماری زندگی ہو گی۔ لیکن فار میلٹی نبھانی پڑے گی، چلو باہر گھوم آتے ہیں۔ تصویریں بنوائیں گے ورنہ گھر جا کر وہ شیطان پارٹی ہمیں زندہ نہ چھوڑے گی۔"

وہ بظاہر بشاش لہجے میں بولا۔ مگر اس کا دل درد سے بوجھل ہو رہا تھا۔ نائرہ کے چہرے پر تذبذب تھا۔

"فکر مت کرو، یہ بندھن جو کہ ہمارے بڑوں نے باندھا ہے۔ اس کا ذکر نہ ہو گا۔"

نائرہ کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ پھیل گئی، وہ تیار ہونے اٹھ کھڑی ہوئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

جاذب نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ دنیا کے خیال میں یہ زبردست کپل تھا، سب کے سامنے اسی طرح شوخی شرارت مگر تنہائی میں نارمل۔ یہ سب کچھ اس کی منشاء کے مطابق تھا مگر پھر بھی وہ بے کل تھی۔ شوخ و چنچل نائرہ تو کہیں کھو گئی تھی۔ عجیب ڈگر پر آ گئی تھی زندگی.....

وہ تھکا تھکا سا آفس سے آیا۔ اس کی چال میں ہلکی سی نقاہت تھی۔ نائرہ اس کے پیچھے کمرے میں چلی آئی۔ وہ جوتوں سمیت آنکھیں بند کیے بیڈ پر نیم دراز تھا۔

"جاذب!" اس نے بے چینی سے پکارا۔

"ہوں!" اس نے اسی انداز میں کہا۔ وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اس نے بمشکل آنکھیں کھولیں، گہری بادامی آنکھیں تکلیف کی شدت سے سرخ ہو رہی تھیں۔ آنکھوں میں پڑے ڈورے نمایاں تھے۔

"کیا ہوا ہے؟" نائرہ کی آواز میں موجود فکرمندی اسے شانت کر رہی تھی۔

"سر میں شدید درد ہے۔" اس کی آواز بھی بھاری ہو رہی تھی۔

نائرہ نے پیشانی پر ہاتھ رکھا تو چونک پڑی، پیشانی گرم ہو رہی تھی۔ اس نے دراز سے تھرمامیٹر نکال کر بخار چیک کیا ایک سو دو ڈگری تھا۔

"اف جاذب! اتنا بخار ہے تمہیں اور تم پھر بھی اتنی دیر سے آئے ہو آفس سے۔" وہ چیخ پڑی۔

"میڈم آفس میں باس جو ہیں۔ وہ میرے رشتہ دار نہیں، کام کرنے کے پیسے دیتے ہیں۔" وہ بولا۔

"پتا نہیں، تمہیں کیا شوق ہے جاب کا۔ اچھا خاصا بزنس ہے تایا جان کا مگر صاحب کے مزاج نہیں

ملتے۔" وہ بیویوں والے انداز میں بڑبڑا رہی تھی۔
جاذب کو اس کا لہجہ اچھا لگ رہا تھا۔
"لو یہ کھاؤ۔" اس نے ٹیبلٹ دیں۔ اس نے کھالیں۔
"اب آرام کرو اور باہر مت آنا۔ میں تمہارے لیے کچھ لاتی ہوں۔" وہ اٹھنے لگی۔
"رہنے دو نائرہ! ابھی موڈ نہیں۔" اس نے منع کر دیا۔
وہ بیٹھ گئی کچھ جھجکتے ہوئے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔ جاذب نے آنکھیں کھول دیں' اس کو اپنے اتنے قریب پاکر اس کا دل خوشگوار انداز میں دھڑکا۔ نائرہ کچھ شرمندہ ہو گئی۔
"وہ تمہارے سر میں درد ہے نا!" اس نے گویا صفائی پیش کی۔
اس نے لبوں کے گوشوں پر پھوٹتی مسکراہٹ کو دبایا اور آنکھیں بند کرلیں۔ نائرہ کے ہاتھ کی مسیحائی اس کے وجود میں ٹھنڈک بن کر اترتی جارہی تھی۔ وہ آنکھیں کھول کر نائرہ کو دیکھنے لگا۔

ہم کو جدا نہ کر دے یہ ایک فرق ذرا سا
تم فاصلوں کے قائل' میں قربتوں کا پیاسا

نائرہ کو گھبراہٹ ہونے لگی۔ "تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں میں مما کو بلاتی ہوں۔" وہ اپنے احساسات چھپاتی اٹھنے لگی۔
"نہیں تم بیٹھی رہو۔ میں ٹھیک ہوں۔"
"پاگل مت بنو بیمار سمجھ کر ذرا سی ہمدردی کیا کرلی۔ موصوف پھیل ہی گئے۔"
وہ کچھ ڈپٹ کر بولی۔ جاذب نے ایک نظر اسے دیکھا' وہ نگاہیں چرا گئی۔ وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔
"اگر یہ بیماری کا کرشمہ ہے تو میں اللہ سے دعا کروں گا کہ کبھی صحت یاب نہ ہوں۔"
"باتیں کرنے میں تمہارا کوئی ثانی نہیں۔" وہ گھورنے لگی۔
دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے فوراً آنکھیں موند لیں۔ نائرہ نے دروازہ کھولا عالیہ بیگم تھیں۔

"السلام علیکم۔" اس نے راستہ دیتے ہوئے کہا۔
"وعلیکم اسلام جیتی رہو۔ یہ ابھی تک کھانا کھانے کیوں نہیں آیا۔" انہوں نے جاذب کو سوتا دیکھ کر نائرہ سے پوچھا۔
"طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" وہ سر جھکا کر اس طرح بولی کہ جیسے سارا قصور اسی کا ہو۔
"کیا ہو گیا میرے بچے کو؟" وہ تڑپ کر آگے بڑھیں اور ہاتھ تھاما۔
"اسے تو بہت بخار ہے' تم نے کوئی دوا دی؟"
"جی پین کلر دی ہیں۔"
"محنت بھی تو بے حد کرتا ہے۔ اس کا باس تو مانو جونک ہے۔ خون چوستا ہے اپنے ورکرز کا۔ قد کاٹھ بھی ایسا ہے جو پہن لے سج جائے' نہ جانے کس بد نظر نے نظر لگا دی میرے بچے کو۔"
وہ بڑبڑا رہی تھیں' انہوں نے کچھ پڑھ کر پھونکا اور کرسی پر بیٹھ گئیں۔
"تم کھانا کھاؤ۔ میں سورتیں پڑھ کر آتی ہوں۔"
"مجھے بھوک نہیں چچی جان۔"
"بھوک نہ بھی ہو تو کھاؤ۔ چلو' رات کے وقت بھوکے نہیں سوتے۔"
انہوں نے ڈپٹ کر کہا تو وہ باہر نکل گئی۔ جاذب ان کی محبت محسوس کر کے مسکرا دیا تھا۔

♥ ♡ ♡ ♥

وہ لدا پھندا کمرے میں آیا اور کئی پیکٹ سامنے ڈھیر کر دیے۔
"ارے یہ سب کیا ہے۔" وہ حیران ہوئی۔
"ہمیں کہیں جانا ہے' اس میں تمہارا ڈریس اور جیولری وغیرہ ہے۔ فٹافٹ تیار ہو جاؤ۔" وہ الماری میں گھسا نہ جانے کیا کھٹر پٹر کر رہا تھا۔
"لیکن......" اس نے کہنا چاہا۔
"لیکن ویکن' اگر مگر...... سب راستے میں بتا دوں گا۔ فٹافٹ تیار ہو جاؤ۔"
وہ تیار ہونے لگی سفید جارجٹ کا خوبصورت اسٹائلش سوٹ تھا۔ ساتھ ہی بیش قیمت وہائٹ

جیولری تھی۔
وہ تیار ہونے لگی' سفید سوٹ اس پر سج سا گیا تھا۔ جاذب پوری تیاری کے ساتھ آیا تھا۔
"تیار ہو۔" جاذب کی آواز پشت پر سے ابھری۔
"ہاں۔" اس نے سلکی براؤن بالوں کو ایک ہاتھ سے سنبھالتے ہوئے کہا' وہ بھی خوشبوؤں میں بسا نکھرا نکھرا بے حد اچھا لگ رہا تھا۔ نائرہ نے دل ہی دل میں کئی سورتیں پڑھ کر اس پر پھونکیں۔ وہ سحرزدہ سا اسے دیکھ رہا تھا۔ نائرہ کو گھبراہٹ ہونے لگی۔
"چلیں!"
"آں ہاں چلو!" وہ جیسے نیند سے جاگ اٹھا تھا۔ کار خوبصورت جگمگاتے پارکنگ ایریے میں رکی۔ وہیج اس کا پسندیدہ ریسٹورنٹ تھا۔ وہ کچھ الجھی الجھی سی اتر آئی۔
"کیا بات ہے جاذب! تم بتاتے کیوں نہیں ہو۔" اس کی بے چینی انتہا کو پہنچ گئی۔ جاذب کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔
"جہاں اتنا انتظار کرلیا ہے' تھوڑا اور سہی۔" وہ اسے لیے ایک میز کی طرف بڑھ گیا۔ وہ بے زار سی بیٹھ گئی۔ بے چینی سے اس کا برا حال تھا۔ جاذب نے خوبصورت سا کیس نکال کر اس کے سامنے رکھا۔
"مینی مینی ہیپی ریٹرن آف داڈے۔"
"کیا؟" نائرہ حقیقتاً اچھل پڑی۔ "تمہیں یاد ہے۔"
"تم سے وابستہ کوئی چیز مجھے کبھی نہیں بھولتی۔" دلکش مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھوٹ پڑی تھی۔
"تھینک یو جاذب۔" وہ بے حد خوش تھی۔
کھانے کے بعد وہ ساحل سمندر پر آگئے۔ نرم ریت پر ٹہلتے ہوئے اس نے دنیا جہان کی باتیں کیں۔ کافی عرصے بعد وہ اس سے کھل کر باتیں کر رہی تھی۔ ہوا سے اڑتے نرم بال' لبوں پر کھلتی ہنسی' اس کے چہرے پر دلکشی کی چمک پیدا کر رہی تھی۔ جاذب اس کے ساتھ کو انجوائے کر رہا تھا۔ کتنی خواہش اس کے دل میں تھی کہ وہ بھی عام لوگوں کی طرح اپنے رشتے کو انجوائے کرے۔ دل کی خلش اسے کسی پل چین نہیں لینے دیتی تھی' وہ کچھ بتاتی بھی تو نہیں تھی' وہ محسوس کرتا تھا وہ بھی خوش نہ تھی۔ ہر پل الجھی الجھی سی' پریشان سی تھی۔ وہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے نہ جانے کیا کیا سوچتا رہا۔
"کیا سوچ رہے ہو جاذب!" وہ اس کے قریب تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گئی۔ جاذب نے اسے دیکھا وہ اس کی طرف متوجہ تھی۔
"یہ سمندر دیکھ رہی ہو نائرہ۔" اس کا لہجہ ٹھہرا ہوا تھا۔
"ہاں"۔
"میرا دل اسی سمندر کی طرح گہرا اور بے قرار ہے۔ اس میں صرف تمہارے پیار اور نام کی لہریں ہیں۔ مگر ان بے قرار لہروں کو ساحل نہیں ملتا۔" اس کا لہجہ گھمبیر تھا۔
"پتا نہیں' کیا باتیں کر رہے ہو' میری سمجھ میں نہیں آرہا۔" وہ آنکھیں چرا کر بولی۔
"چلو چھوڑو ان باتوں کو۔ اتنا اچھا ماحول ہے کوئی نظم سناؤ۔" اس نے موضوع بدلنے کی خاطر کہا۔
سفید آنچل ہوا کی شوخیوں سے اٹھلاتا اس کے چہرے کو چھو گیا۔ ایک ٹھنڈا اور پرسکون احساس اس کے دل میں اتر گیا۔ نہ جانے کیا خطا ہو گئی تھی اس سے۔ یہ کومل بیلے کی کلیوں سی نازک سی لڑکی جو اس کی محبت تھی۔ جس کا خیال شعور کی پہلی منزل سے اس کے ساتھ تھا۔ اس سے خفا تھی۔
"سنا تو دیتا ہوں مگر تم ناراض مت ہونا۔ ہو سکتا ہے کہ تم غلط سمجھو۔"
"ارے نہیں تمہیں پسند ہے تو سناؤ۔" وہ مسکرا دی۔

چہرے پہ میرے زلف کو بکھراؤ کسی دن
کیا روز گرجتے ہو' برس جاؤ کسی دن

آواز خوبصورت انداز دلکش اور ماحول بے حد حسین تھا۔ نائرہ کا دل بے تحاشا دھڑکنے لگا تھا۔ اس نے بے ساختہ نگاہیں جھکا لیں۔ اس کے نظریں

چرانے پر ایک مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیل گئی۔

خوشبو کی طرح گزرو میرے دل کی گلی سے
پھولوں کی طرح مجھ پہ بکھر جاؤ کسی دن
رازوں کی طرح اترو میرے دل پہ کسی شب
دستک پہ میرے ہاتھ کی کھل جاؤ کسی دن

اس کی آواز میں چھپا درد اس کے دل میں اتر رہا تھا۔ اس کا ہر لفظ نشتر سا بن کر چبھ رہا تھا۔ آنکھیں چھلکنے کو بے تاب ہو گئی تھیں۔

میں اپنی ہر ایک سانس اس رات کو دے دوں
سر رکھ کر میرے سینے پہ سو جاؤ کسی دن

جاذب کے دل کا درد آواز میں سمٹ آیا تھا۔ آج اس نے کھل کر اظہار کر دیا۔

''بہت دیر ہو گئی ہے! جاذب چلیں۔'' وہ بمشکل خود کو سنبھالے بولی۔ وہ خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں کے درمیان گہری بہت گہری خاموشی در آئی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

اس کا آفس اپنی نئی برانچ کھول رہا تھا۔ اسی سلسلے میں جاذب کا ٹرانسفر اسلام آباد ہو گیا۔ نائرہ جانا تو نہیں چاہتی تھی مگر سب نے زبردستی اس کو تیار کیا۔ مما نے بھی اس کی بے عقلی پر اسے کوسا۔

''غیر شہر میں اکیلا شوہر کس طرح رہ سکتا ہے۔''

اس بحث ومباحثے میں سب نے حسب توفیق حصہ لیا اور اپنے اپنے دلائل پیش کر کے اس کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ جاذب نے تو اس کی مرضی پر چھوڑ دیا تھا مگر گھر والوں کے اصرار پر وہ اس کے ساتھ آ گئی۔

چند روز تو گھر سیٹ کرنے میں لگ گئے۔ جاذب نے آفس جانا شروع کر دیا۔ وہ سارا دن بور ہوتی رہتی۔ آس پاس کے گھر والوں سے بھی اتنی جان پہچان نہ تھی۔ کبھی کمپیوٹر پر بیٹھ جاتی۔ کبھی کچھ پڑھتی۔ گھر کے کام کے باوجود بھی پہاڑ سا دن اس کے سامنے کھڑا رہتا۔ وہ بھی ایک پہاڑ سا دن تھا۔ وہ بور ہو رہی تھی۔ چائے کا مگ تھامے ٹیرس پر چلی آئی۔ سامنے گیٹ کا منظر صاف نظر آ رہا تھا۔ ایک خوبصورت کم عمر سی لڑکی ٹراؤزر پر ڈھیلا سا کرتا پہنے۔ بڑا سا بیگ تھامے آ رہی تھی چال میں تھکن نمایاں تھی۔ قریب آنے پر دیکھا تو وہ گیٹ پر چوکیدار سے بات کر رہی تھی۔ چوکیدار اندر کی طرف آتا دکھائی دیا۔ وہ باہر آ گئی۔

''کون ہے خان بابا؟''

''بی بی صاب! وہ انگریز لڑکی آیا ہے۔ بولتا ہے صاب سے ملنا ہے۔'' چوکیدار نے اطلاع دی۔

''جاذب سے۔'' اسے حیرت ہوئی۔

''ٹھیک ہے بلاؤ۔'' چوکیدار لڑکی کو لیے اندر آ گیا۔

''آر یو مسز جاذب؟'' لڑکی نے پوچھا۔

''جی ہاں مگر آپ کون ہیں۔'' اس نے انگلش میں ہی جواب دیا۔ ''میں سوئیٹا ہوں' یوکے سے آئی ہوں۔'' اس نے اپنا نرم ہاتھ بڑھایا۔

''اوہ آیئے بیٹھے۔'' نائرہ نے آداب میزبانی نبھائے۔

''تھینک یو۔ پانی ملے گا۔'' وہ بیٹھتے ہوئے بولی۔

''ضرور کیوں نہیں۔'' اس نے فریج سے کولڈ ڈرنک نکال کر پیش کی۔

''جاذب میرا کلاس فیلو تھا۔ ہم اچھے دوست تھے۔ اس نے مجھے کئی بار دعوت دی کہ میں پاکستان آؤں' اس بار موقع ملا تو میں نے سوچا اپنے سب سے اچھے دوست سے ملا جائے اور اس کی محبت کو بھی دیکھا جائے جس نے اسے وہاں کی رنگین فضاؤں میں بھی بکھرنے نہیں دیا۔'' سوئیٹا کے لہجے میں خاصی گہرائی تھی۔

نائرہ کچھ الجھ سی گئی۔ ''آپ کو جاذب کا پتا کیسے ملا۔؟''

''سو سمپل۔'' وہ دلکش انداز میں مسکرائی۔

''میرے پاس جاذب کے کراچی کے گھر کا پتا تھا' وہاں فون کر کے معلوم ہوا کہ جاذب اسلام آباد میں ہے۔ سو یہاں آ گئی۔''

''بہت اچھا کیا آپ نے۔'' نائرہ اپنے سوال کے بونگے پن پر شرمندہ سی ہو کر بولی۔ ''جاذب آپ سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔ آپ فریش ہو لیں میں

کھانا لگاتی ہوں۔"
"نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ آپ بیٹھیں۔ میں آپ سے بہت سی باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"
نائرہ نے بغور اسے دیکھا' سنہرے بالوں کی دلکش لٹ رخساروں پر جھول رہی تھی۔ کچھ کچھ سبزی مائل گہری آنکھوں میں ایک عجیب سی بے چینی تھی۔ خاصی خوبصورت لڑکی تھی۔ نائرہ کی نظر اس کے ہاتھوں پر پڑی۔ خوبصورت نرم موی ہاتھوں پر سفید کیوٹکس دمک سی رہی تھی۔ بے تحاشا حسین ناخن سلیقے سے سیٹ تھے۔ دائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں نازک سا چھلا دمک رہا تھا۔ نائرہ نے لاشعوری طور پر اپنے ہاتھ چھپا لیے۔
"میں جاذب کو جیز کہتی ہوں' جاذب کہنے میں مشکل ہوگی' کیا آپ مجھے جیز کہنے کا حق دیں گی۔"
"کیوں نہیں۔ آپ فرینڈز ہی ہیں جاذب کی' آپ کے پاس یہ حق ہے۔" نائرہ مسکرائی۔
"تھینک یو' میں نے سنا تھا مشرقی بیویاں خاصی پوزیسو ہوتی ہیں مگر آپ مجھے ایسی نہیں لگ رہی ہیں۔"
سونیٹا مسکرائی۔ شاید اسے پتا تھا کہ وہ مسکراتی بے حد حسین لگتی ہے اس لیے بات بات پر مسکراتی تھی۔
"ایسی کوئی بات نہیں' مشرقی عورتوں کے شوہروں کا وقت بیوی سے زیادہ باہر کی خواتین کے ساتھ گزرتا ہے مگر انہیں معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کو لوٹ کر گھر ہی آنا ہوتا ہے اور جن کو اس بات کا یقین نہیں ہوتا وہ خوفزدہ ہوتی ہیں۔ مشرقی عورت اپنے حق کے لیے جدوجہد کرتی ہے کیونکہ اس کی زندگی میں کسی دوسرے کی گنجائش نہیں ہوتی۔" نائرہ نے مضبوط لہجے میں کہا۔
"واقعی آپ چاہنے کے قابل ہیں۔" سونیٹا نے عجیب بات کی۔
"کیا مطلب؟" نائرہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"مطلب پھر سمجھائیں گے۔ آپ مجھے باتھ روم کے بارے میں بتادیں۔ ہاتھ منہ دھولوں۔"

♥ ♡ ♡ ♥

"السلام علیکم!" حسبِ عادت نائرہ نے جاذب کو دیکھتے ہی کہا۔
"وعلیکم السلام! خیریت آج کوئی بات ہے کیا؟" اس نے بریف کیس صوفے پر اچھالتے ہوئے کہا۔ وہ اس کے چہرے کے رنگوں سے ہر بات جان لیتا تھا۔
"ان سے تو کچھ چھپایا بھی نہیں جاسکتا۔" نائرہ دل ہی دل میں جزبز ہوگئی۔
"کیا بات ہے؟" اس نے اس کے چہرے کی بدلتی کیفیت سے لطف اٹھایا۔
"یہ بھی سمجھ جاؤ۔ تم سے تو کچھ چھپا ہی نہیں سکتی میں۔" وہ ناراض ہوئی۔
"تم کچھ نہیں بہت کچھ چھپا سکتی ہو مجھ سے' اس بات کا اندازہ مجھے ہوچکا ہے۔" اس کا لہجہ مضبوط تھا۔
نائرہ چپ سی ہوگئی۔ "چھوڑیں اسے۔ یہ بتایئے آپ سے کوئی ملنے آیا ہے بھلا کون ہوسکتا ہے؟۔" وہ حسبِ عادت صبر نہ کرسکی۔
"مجھ سے ملنے۔ مطلب تم سے ملنے نہیں آیا۔ تو گھر والوں میں کوئی نہیں ہوسکتا۔ میرا ایسا کوئی دوست نہیں جو مجھ سے گھر پر ملنے آئے۔ کوئی ایسا شخص ہے جسے تم بھی نہیں جانتیں۔"
"مان گئی جاذب تمہاری عقل کو۔" نائرہ متاثر ہو گئی۔ "خیر یہ تم نہیں بتاسکو گے کہ کون ہے۔ یہ میں بتاتی ہوں۔ رانو مہمان کو بلا لاؤ۔" اس نے ملازمہ کو کہا۔
"اچھا بی بی۔" وہ اٹھ گئی۔ جاذب کی نگاہیں بھی دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔
"ارے سونیٹا تم!" وہ اسے دیکھ کر اچھل سا پڑا۔
"جی جناب! میں' آپ نے تو شادی تک کرلی اور ہمیں پوچھا بھی نہیں مگر ہم اتنے سرد مہر نہیں ہیں۔"
وہ مسکراتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی۔ باتھ لینے کی وجہ سے اس کی جلد کھل کر شگفتہ سی ہوگئی تھی۔ بے

تحاشا حسین آنکھوں کی چمک بڑھ سی گئی تھی۔
"مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا' تم یہاں ہو۔" جاذب کے لہجے میں خوشی کی مہک تھی۔
"یقین کرلو جیز! میں یہیں ہوں تمہارے سامنے۔" وہ کھلکھلائی۔
"تمہیں دیکھ کر تو ساری یادیں تازہ ہو گئیں۔ سارے دوست یاد آ گئے۔ کتنا اچھا وقت گزرا تھا ہمارا' پڑھائی کے بعد ساتھ مل کر تفریح کرنا تم نے مجھے پورا انگلینڈ گھما دیا تھا۔"

وہ دونوں پرانی یادیں تازہ کرنے لگے۔ نائرہ کو بیٹھنا اچھا نہیں لگا۔ وہ اٹھ کر کچن میں آ گئی۔ کھانا گرم کر کے اس نے ٹیبل لگائی۔ وہ دونوں باتوں میں بری طرح منہمک تھے۔ کھانا پڑے پڑے ٹھنڈا ہو گیا۔ نائرہ کافی دیر تک دونوں کا انتظار کرتی رہی' تنگ آ کر اپنے روم میں آ گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

سوئیٹا کے آنے سے گھر میں کافی رونق ہو گئی تھی۔ وہ دن بھر اسے ساتھ لیے ماری ماری پھرتی۔ تھوڑے سے دنوں میں انہوں نے پورا اسلام آباد دیکھ ڈالا تھا۔ شام کو جاذب آ کر اسے کمپنی دیتا۔ دونوں باتیں کرتے رہتے' گھومتے پھرتے' نائرہ کبھی تو ان کے ساتھ شامل ہو جاتی' کبھی انکار کر دیتی' اسے تیسرا فرد بن کر بیٹھنا سخت برا لگتا' اسے محسوس ہو رہا تھا کہ سوئیٹا کے آنے کے بعد جاذب اسے نظرانداز کر رہا ہے۔ سوئیٹا بھی ہر معاملے میں آگے ہوتی وہ آفس جاتا تو نائرہ سے پہلے گیٹ پر ہوتی آفس سے آتا تو سج سنور کر تیار وہ گھومنے نکل جاتے۔
نائرہ سے یہ لاتعلقی بالکل نہ سہی جاتی۔ پہلے تو جاذب اس کے آگے پیچھے پھرا کرتا تھا۔ اب اسے اس کی کوئی پروا نہ تھی۔ مہمان مہمان کہہ کر اس نے سوئیٹا کو سر چڑھا رکھا تھا۔ نائرہ سوئیٹا کی بے تحاشا خوبصورتی سے سخت خائف تھی۔ اندرونی توڑ پھوڑ نے اسے بیمار کر ڈالا۔
شام کو وہ گھوم پھر کر آئے تو وہ بخار میں جل رہی تھی۔ جاذب کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے اسے آتا دیکھ کر ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیا گویا ناراضی کا کھلا اظہار تھا۔ جاذب مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔
"کیسی ہو نائرہ؟"
"زندہ ہوں' تمہیں دکھ ہو گا۔" وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ اس نے آگے بڑھ کر پیشانی چیک کی۔
"اُفوہ تمہیں تو بخار ہے' میڈیسن لی۔" وہ کچھ پریشان سا ہوا۔
"نہیں لی اور نہ لوں گی تم اپنی مہمان کو سیر کراؤ۔ مہمان کا حق بہت ہوتا ہے۔"
وہ روکھے لہجے میں کہتی رخ موڑ گئی۔ خالص بیویوں والا انداز تھا اس کا۔ جاذب نے حیرانی سے اسے دیکھا۔ پھر کچھ سوچ کر وہ سرشار سا ہو گیا۔ سوئیٹا سے جیلس ہو رہی تھی۔ یہ خیال ہی اس کے دل میں ڈھیروں پھول کھلا گیا۔
"مہمان کا تو واقعی بہت حق ہوتا ہے۔" اس نے چڑایا۔
"مہمان صرف تین دن کا ہوتا ہے' وہ محترمہ تو پچھلے پندرہ دنوں سے براجمان ہیں اور اس طرح گھومتی پھرتی ہیں کہ جیسے وہ میزبان ہوں اور میں مہمان۔"
وہ تڑخ کر بولی۔ اس کا غصے سے پھولا چہرہ جاذب کو بے حد پیارا لگ رہا تھا۔
"ارے یہ تو اس کی اپنائیت ہے۔"
"بہت اچھی اپنائیت ہے۔ اپنوں سے اپنا پن چھین لینا کہاں کی شرافت ہے۔" دل کی کھولن زبان پر آ گئی۔
"تمہارے دل کی طرح تمہارا جسم بھی جل رہا ہے۔" وہ بے حد خوش سا تھا۔
"مجھے کیا ضرورت پڑی ہے۔ ہرایرے غیرے سے جلنے کی۔"
"چلو چھوڑو اس فضول بحث کو۔ لو یہ دوا کھاؤ۔ میں چائے بنا کر لاتا ہوں۔" وہ ٹیبلٹ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر نکل گیا۔ وہ واپس آیا تو دوا ویسی ہی رکھی تھی۔

وہ چائے کا کپ اور سلائیس لیے بیڈ پر آ گیا۔
"نائرہ! غصہ تھوک دو' شاباش دوا کھالو۔" اس نے بچوں کی طرح بہلایا۔
وہ منہ بناتی اٹھ بیٹھی۔ ٹیبلیٹ کھا کر چائے پی کر اسے کچھ سکون سا ملا اس پر غنودگی طاری ہونے لگی۔ تھوڑی دیر میں وہ سو گئی۔ جاذب کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر لائٹ بند کرکے باہر آ گیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

اگلی شام تک حالت خاصی بہتر تھی۔ وہ کچن میں آ گئی۔ سوئیٹا رانو کو ساتھ لگائے ڈنر کی تیاری کر رہی تھی۔ نائرہ کا پارہ آسمان تک جا پہنچا۔ اسے اپنی زندگی میں سوئیٹا کی دخل اندازی سخت بری لگ رہی تھی گھر میں اس کی حیثیت ثانوی سی لگ رہی تھی۔
"کیا ہو رہا ہے؟" اس نے بمشکل لہجہ کنٹرول کیا۔
"ارے نائرہ تم! کیسی طبیعت ہے۔ جیز بتا رہا تھا بیمار ہو۔ میں نے سوچا ڈنر کی تیاری کر لوں۔" وہ محبت سے بولی۔
"رہنے دیتیں سوئیٹا! تم مہمان ہو۔ جاذب باہر سے لے آتے۔" اس کا لہجہ روکھا سا ہو گیا۔
"ارے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم تو یونہی مل کر ڈش بنایا کرتے تھے۔ جیز تو بہت فرمائش کرتا تھا۔ میں نے سوچا کہ آج میں کچھ کارنامہ دکھا لوں۔" وہ اسی نرم لہجے میں مسکراتی ہوئی بولی۔
نائرہ سے کچھ نہ بن پڑا' وہ باہر نکل گئی۔ "اب معدے کے راستے دل میں اترنے کی کوشش کی جا رہی ہے' ہونہہ۔" اس کی حالت جلے پیر کی بلی کی طرح ہو رہی تھی۔ اس نے تنگ آ کر گھر فون گھما ڈالا۔ اتفاق سے شعاع نے اٹھایا۔ شعاع کی آواز سنتے ہی اس کے آنسو بند توڑ کر بہہ نکلے اس نے سارا حال کہہ سنایا۔
بہت دنوں بعد کسی اپنے کو اپنے دل کی روداد سنا کر اسے سکون سا ملا' شعاع نے اسے بے نقطہ سنائیں۔
"تم نے خود اپنی جگہ چھوڑی ہے' کیوں بھائی کو اس چڑیل کے ساتھ گھومنے پھرنے کی اجازت دی۔ تم کو ہر جگہ اس کے ساتھ ہی رہنا چاہیے' بقول تمہارے وہ بہت خوبصورت ہے اور تم یوں ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھی ہو۔"
"تو کیا کروں میں میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔" وہ آنسو پی کر بولی۔
"تم ایسا کرو کہ اپنی اہمیت جتاؤ' میدان خالی نہ چھوڑو۔ بھائی سے لگاوٹ کا مظاہرہ کرو۔ تاکہ اس کے ذہن میں کوئی خیال ہو بھی تو ختم ہو جائے۔ ایسا ظاہر کرو کہ بھائی تم سے بہت محبت کرتے ہیں' تمہارے اور بھائی کے درمیان کسی اور کی کوئی گنجائش نہیں سمجھیں۔"
"شادی کے بعد تو تم بہت عقل مند ہو گئی ہو شعاع۔" اس نے جیسے تعریف کی۔
"اشمان جیسے شوہر کی بیوی ہوں' عقل مند تو ہونا ہی تھا۔" وہ کھلکھلائی۔ "ہاں تم فون کرتی رہنا' گھبرانا مت ہم سب تمہارے ساتھ ہیں' اگر ذرا سی بھی گڑبڑ دیکھو فوراً' بابا کو فون کر دینا۔ دیکھنا تمہارے جاذب حسن کیسے تیر کی طرح سیدھے ہوتے ہیں۔"
"تھینک یو شعاع۔" اس کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔
"بکواس نہیں۔ اچھا خدا حافظ۔" شعاع نے فون رکھ دیا۔
شعاع سے بات کرکے اسے بہت سکون ملا' وہ دل ہی دل میں پلان بنانے لگی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"کہاں جا رہے ہو جاذب؟" اس نے بڑی لگاوٹ سے پوچھا۔
"لانگ ڈرائیو کا موڈ ہے سوئیٹا کا۔"
"سچ میرا دل بھی بہت چاہ رہا ہے آئس کریم کھانے کو اور لانگ ڈرائیو کو۔ تم رکو۔ میں بھی چلتی ہوں۔"
وہ سوئیٹا کو مکمل نظرانداز کیے ہوئے بولی اور جھٹ پٹ تیار ہو کر آ گئی۔
"چلیں۔" وہ باہر نکل گئے۔ اس نے محسوس کیا سوئیٹا کچھ بجھ سی گئی تھی۔ وہ بڑے دھڑلے سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی۔ سوئیٹا ہونٹ کاٹتی پچھلی

digest Novels Lovers group

سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"جاذب! آئس کریم کھانی ہے۔" پارلر کو دیکھتے ہی اس نے کہا۔ اس نے فوراً گاڑی روک دی۔

"جو آئس کریم میں لوں گی' وہی تم نے کھانی ہے۔" اس نے مان بھرے انداز میں کہا۔

"جو تمہاری مرضی۔" جاذب اس کی سنگت میں بے حد خوش تھا۔

"سونیٹا! تم کون سا فلیور لو گی۔" اس نے پیچھے بیٹھی سونیٹا سے پوچھا۔

"کوئی سا بھی لے لو۔" اس کے چہرے سے بیزاری نمایاں تھی۔

آئس کریم کھاتے ہوئے اس نے ڈھیروں فضول باتیں جاذب سے کیں۔ سونیٹا بور ہوتی رہی۔ گھر واپس آئے تو جاذب بے حد خوش تھا۔ نائرہ کی آنکھوں میں فتح مندی تھی اور سونیٹا بیزار سی تھی۔ "مس سونیٹا! مشرقی عورت اپنا حق چھین لینا جانتی ہے۔ میں تمہیں اتنی آسانی سے جاذب پر قبضہ جمانے نہیں دوں گی۔" اس نے ایک عزم سے سوچا تھا۔ لاکھ ان میں رنجش سہی مگر آخر وہ اس کا شوہر تھا' اس کا محبوب تھا مشرقی عورت کی زندگی میں دوسرے مرد کی گنجائش کم ہی نکلتی ہے۔

♥ ♡ ♡ ♥

سونیٹا بہت چپ چپ سی تھی۔ نائرہ محسوس کر رہی تھی مگر معاملہ اس کی محبت کا تھا' جسے وہ کسی صورت شیئر نہیں کر سکتی تھی۔ جاذب بھی اس کے اردگرد ہی رہتا۔ دونوں کے مترنم قہقہے سونیٹا کو دکھ دیتے۔ مگر وہ کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہ تھی۔ وہ ڈرائنگ روم کی طرف آ رہی تھی کہ سونیٹا کی تیز آواز نے قدم روک لیے۔

"تم اچھی طرح جانتے ہو جیز! میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں۔ تمہارے لیے اپنا سب کچھ چھوڑ آئی ہوں مگر تم مجھے ذرا بھی لفٹ نہیں کراتے۔"

"تم بھی اچھی طرح جانتی تھیں سونیٹا! جب میری منگنی ہوئی تھی۔ تب ہی میں نے تم سے صاف کہہ دیا تھا کہ اب میری زندگی میں کسی اور لڑکی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں نے تمہیں کسی غلط فہمی میں نہیں رکھا کوئی دھوکہ نہیں دیا۔ تم مجھے کوئی الزام نہیں دے سکتیں۔" جاذب کا لہجہ ٹھہرا ہوا تھا۔

"میں نے سوچا تھا۔ تمہارے دل میں میرے لیے گنجائش نکل آئے گی' میں تمہاری خاطر مسلمان ہونے کو بھی تیار ہوں۔ پلیز جیز! یوں مت روٹھو۔ اتنے سنگ دل مت بنو۔" وہ اس کے بازو کو تھام کر بولی۔ جاذب نے ایک جھٹکے سے اپنا بازو چھڑایا۔

"دین اسلام کوئی رین کوٹ نہیں کہ جب موسم مرضی کا نہ ہوا پہن لیا' بعد میں اتار دیا۔ تم صرف مجھ سے شادی کے لیے مسلمان ہونا چاہتی ہو' اگر میں شادی نہ کروں تو اس دین سے تمہیں کوئی دلچسپی نہیں۔ مذہب کوئی کھلونا نہیں ہے۔" اس کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"تم جانتے ہو میں نے ہر شے چھوڑ دی ہے' مجھے تم سے بہت محبت ہے' جاذب! میں تمہارے بنا نہیں رہ سکتی۔ میں اتنی دور سے سب کچھ چھوڑ کر آئی ہوں۔ کیا تم اپنی زندگی میں تھوڑی سی جگہ بھی مجھے نہیں دے سکتے۔"

"پاگل مت بنو۔" جاذب نے اس کے کندھے پر رکھا ہاتھ جھٹکا۔ "ہمارے معاشرے میں کھلا اظہار بے غیرتی کے زمرے میں آتا ہے۔ میں شادی شدہ مرد ہوں۔ میری زندگی میں صرف میری بیوی کی جگہ ہے اور کسی کی نہیں۔ میں نے تمہیں کوئی امید نہیں دلائی تم سے کوئی وعدہ نہیں کیا میں ایک پُرسکون زندگی گزار رہا ہوں۔ جس میں کہیں بھی کسی تیسرے کے لیے کوئی جگہ نہ ہے نہ ہوگی۔" اس نے صاف انکار کر دیا۔

"جھوٹ بولتے ہو تم۔" وہ اس کا صاف انکار سن کر ہذیانی انداز میں چلائی۔ "تمہاری بیوی سے ہزار گنا خوبصورت ہوں میں۔ اس سے زیادہ دولت مند ہوں' تم کہتے ہو۔ تم پُرسکون زندگی گزار رہے ہو۔ میں سب کچھ جان گئی ہوں' پردہ ڈالتے ہو تم اپنی بیوی کے عیبوں پر۔ وہ کسی اور کی یاد میں کھوئی رہتی ہے' تمہیں گھاس نہیں ڈالتی۔ تم اس کے پیچھے گھومتے ہو۔

غلی فطرت کی بے وفا عورت۔"

"شٹ اپ!" جاذب کا ہاتھ اٹھا اور اس کے منہ پر نشان چھوڑ گیا۔ "یہاں سے فوراً چلی جاؤ سوئیٹا! میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔" اس کا لہجہ آگ اگل رہا تھا۔

"تم نے مجھے مارا یو باسٹرڈ۔" وہ شیرنی کی طرح جھپٹی مگر مقابل جاذب تھا۔ اس نے اس کی کلائیاں پکڑ کر جھٹکا دیا' وہ صوفے پر جا پڑی۔

"میری بیوی پاکباز اور باوفا ہے سمجھیں تم۔ مجھے اس سے شدید محبت ہے' میں تم جیسی ہزاروں لڑکیاں اس پر قربان کر سکتا ہوں۔ اپنی زندگی کے آخری پل تک اس کا انتظار کر سکتا ہوں۔ آج کے بعد مجھ سے مت ملنا' میں تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتا۔"

"تم پچھتاؤ گے جیز! تم ضرور پچھتاؤ گے۔" وہ روتی ہوئی چلی گئی۔

وہ تھکا تھکا سا صوفے پر بیٹھ گیا۔ نائرہ کے قدم من من بھر کے ہو گئے۔ وہ بمشکل خود کو سنبھالتی بیڈ روم میں آ گئی۔ اس کا ذہن الجھ رہا تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ خوش ہو یا اداس' شادی سے پہلے والی باتوں پر یقین کرے یا ابھی کے معاملے کو سوچے۔ اس نے بے خیالی میں تکیہ اٹھایا۔ جاذب کا والٹ رکھا تھا۔ اس کو کھولا تو سامنے اسی کا عکس تھا۔ عروسی لباس میں اس کی زندگی کی بہترین سجاوٹ کی خوبصورت تصویر سامنے تھی۔ دلکش میک اپ' قیمتی زیورات اور اداس حسن نے خوبصورتی کو کئی گنا بڑھا دیا تھا۔ اس نے تصویر نکالی۔ پشت پر کچھ تحریر تھا۔ اس نے آنکھوں میں امڈتے آنسوؤں کو پیچھے دھکیل کر پڑھنے کی کوشش کی۔

بے رخی سے جانے کیوں تم نے ہمیں ٹھکرا دیا
آستاں پہ تمہارے پہنچے تھے بڑی مشکل سے ہم

اس کے حلق میں دھواں سا بھر گیا۔ جاذب کمرے میں داخل ہوا تو وہ دوڑ کر اس سے لپٹ گئی اور بازو تھام کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ جاذب اس کے اس طرح رونے پر گھبرا گیا۔

"کیا بات ہے نائرہ؟" اس نے پیار سے پوچھا۔

مگر وہ جواب دیے بغیر روتی رہی۔ جاذب نے اسے ڈھیر سارا رونے دیا۔ رونے کے بعد اس کا دل ہلکا پھلکا سا ہو گیا۔

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا جاذب۔" وہ سوں سوں کرتی بولی۔

"کس بات کا۔" وہ حیران ہو کر بولا۔

"یہی کہ تم مجھ سے....." وہ کہتے کہتے رک گئی۔ چہرہ شرم سے سرخ سا پڑنے لگا۔

"کیا تم سے....." وہ محظوظ ہوا۔

"تمہیں پتا ہے۔" وہ جھینپ گئی۔

"کیا پتا ہے؟" وہ شرارت سے بولا۔

"تنگ مت کرو! میں سمجھتی تھی۔ میں تمہارے اوپر زبردستی مسلط کر دی گئی ہوں۔ تم نے اپنی مردانگی کا بدلہ لینے کے لیے مجھ سے شادی کی تاکہ مجھے دبا کر تمہاری انا کو تسکین ملے۔ اسی لیے تم نے مجھ سے محبت کا ڈراما رچایا تھا ورنہ درحقیقت تمہیں مجھ سے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔" وہ آہستہ آہستہ کہتی چلی گئی۔

"تمہیں کیسے پتا چلا کہ مجھے تم سے کوئی لگاؤ نہیں۔" وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"شادی طے ہونے کے بعد تم کسی سے فون پر یہ

عمران ڈائجسٹ کا ایک حیرت انگیز سلسلہ
ایئر ہوسٹس
اب دو حصوں میں شائع ہو گئی ہے'
قیمت فی حصہ /۵۰ روپے مکمل /۱۰۰ روپے
مکتبہ عمران ڈائجسٹ، ۳۲ اردو بازار کراچی

سب کہہ رہے تھے۔"

"تم نے سن لیا اور یقین کر لیا۔" جاذب کا دل چاہا کہ اسے کچھ کہے یا اپنے سر پر کوئی وزنی سی چیز دے مارے۔

"ہاں!" وہ کچھ سہم سی گئی۔

"مجھے تو یہ سب یاد بھی نہیں۔ میں نے یونہی مذاق کیا ہوگا۔ تم نے اتنی سی بات کے پیچھے اتنا سارا وقت ضائع کر دیا۔ مجھ سے پوچھا تو ہوتا۔" وہ تاسف سے ہونٹ کاٹنے لگا۔

"تمہیں معلوم نہیں تھا کہ مجھے تمہاری ہر بات پر یقین آجاتا ہے۔ تم ہی تو ہر بار بے وقوف بناتے تھے۔ اللہ نے تمہیں جھوٹ بولنے کی سزا دی ہے۔" وہ ذرا سخت لہجے میں بولی۔

"واقعی گلاب نے سچ کہا تھا۔ میرے جھوٹ کا شیر میری مسرتوں کی ساری بھیڑوں کو کھا گیا اور میں اس چرواہے کی طرح تنہا رہ گیا۔ خیر جو ہوا اللہ تعالیٰ کی رضا۔ مگر آج تمہیں کیسے علم ہوا۔ کیا سونیٹا کی باتیں سن لی تھیں؟" اس نے خود ہی اندازہ لگایا۔

"ہاں۔" اس نے اعتراف میں سر ہلایا۔

"واقعی بے وقوف ہو تم نائرہ! شکر خدا کا تمہیں عقل آگئی۔ تم سے بدلہ لینا ہوتا تو اور کوئی طریقے تھے۔ شادی ہی حل نہ تھا اور نہ میں اتنا شریف ہوں کہ کوئی مجھ پر زبردستی کر سکتا۔ یہ شادی میرا اپنا فیصلہ تھی۔ تم ہمیشہ میرے ساتھ رہیں' میں زندگی کے سفر پر بھی تمہیں ہی اپنا ساتھی بنانا چاہتا تھا۔ مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ میرا ایک چھوٹا سا مذاق میری خوشیوں کو تاراج کر دے گا۔" وہ تاسف سے بولا۔ نائرہ کا دل بھی واضح اعتراف سے شانت ہو گیا۔

"آج کے اس خوبصورت دن کی خوشی میں میری ایک خواہش پوری کرو گی؟"

"کیا؟" اس نے پوچھا۔

"دیکھو شاید میں دنیا کا وہ واحد دولہا تھا جس کی دلہن کو سوائے اس کے سب نے دیکھا تھا۔ میں تمہیں اسی عروسی روپ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔"

نائرہ شرمندہ سی سر جھکا گئی۔

"چلو زیادہ شرمانے کی ضرورت نہیں۔ میرے پیر دباؤ۔" وہ صوفے پر پھیل کر بولا۔

"کیا تمہارے سر میں درد ہے۔" وہ بولی۔

"اچھا یعنی میں بے وقوف' میری عقل ٹخنوں میں ہے اسی لیے تم پیر کے درد کو سر سے ملا رہی ہو۔" اس نے آنکھیں نکالیں۔

"اپنے بارے میں تم خود بہتر جانتے ہو۔" وہ کھلکھلائی۔

"بھئی رعب شوب ڈالوں تم پر۔ تمہارا مجازی خدا ہوں۔ اسی لیے تو تمہیں لایا ہوں۔" وہ اس کی باتوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔

"جاذب کے بچے!" وہ جھنجھلا کر بولی۔

"قسم لے لو دنیا میں کہیں نہیں ہیں۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"کیا؟" وہ حیران ہوئی۔

"میرے بچے۔" وہ گویا ہوا۔

"شرم کرو۔" اس نے تکیہ کھینچ مارا۔

"سچ نائرہ! آج میں بہت خوش ہوں۔"

"بتانے کی ضرورت نہیں' ۴۴۰ واٹ کا بلب جلا رکھا ہے تم نے منہ پر۔" وہ ہنسی۔ آج دل بار بار بے اختیار ہنسنے کو چاہ رہا تھا۔

"چلو آئس کریم کھانے چلتے ہیں۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلو۔" وہ بھی تیار ہی تھی۔

آج ہر سوئے فضا بھی نئی روشنیاں پھیلی تھیں۔ وہ آسودہ سی اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا رہی تھی' اب دل میں کوئی خدشہ نہ تھا اس کی محبت کے درمیان کوئی نہ تھا۔ ہر سو دلفریب رنگ بکھرے تھے۔

digest Novels Lovers group